ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
ستمبر 2025ء

سیرتِ مصطفی ﷺ انسانیت کے لیے کامل نمونہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

الله
رسول
محمد

1500واں جشنِ ولادتِ مصطفی ﷺ

اُمت کا ہدیۂ تبریک

عالمی یومِ امن

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام ملک بھر کے تمام زونز کیلئے TOT ورکشاپس کا کامیاب اور نتیجہ خیز انعقاد

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور

جلد: 32 شمارہ: 8 / ربیع الاوّل / ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ / ستمبر 2025ء

زیرِ سرپرستی

بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر

قرۃ العین فاطمہ

فہرس

عنوان	مصنف	صفحہ
اداریہ (ماہِ ولادتِ پاک ﷺ اور امت کی ذمہ داریاں)		06
خطاب سیرتِ مصطفیٰ ﷺ انسانیت کے لیے کامل نمونہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	08
شیخ الاسلام کی شہرہ آفاق تصنیف ''میلاد النبی ﷺ'' جائزہ	عائشہ بتول	13
1500 واں جشنِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ: امت کا ہدیہ تبریک	آسیہ سیف قادری	20
تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ اور امت کی ذمہ داریاں	صدف مقبول	29
عالمی یومِ امن	سمیہ اسلام	35
فروغِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور منہاج القرآن	آمنہ شاہ	40
لوریاں اور دعائیں	ڈاکٹر نعیم مشتاق	46
جشنِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی تقاضے	قراۃ العین زینب	52
میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بچوں کے آقاؐ کے نام خط	(ایگرز)	59
فقہی مسائل	دارالافتاء منہاج القرآن	62
گلدستہ (آپ ﷺ کے پسندیدہ کھانے، خوشبو اور لباس)	مرتبہ: سحر عنبرین	69
معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ	ارشاد اقبال اعوان	73
The Prophet's ﷺ Love For Children	(Hadia Khan)	80

مجلس مشاورت

لبنیٰ مشتاق

ارشاد اقبال اعوان

جویریہ افضل

نور اللہ صدیقی

ڈاکٹر شاہدہ مغل

ڈاکٹر فرخ سہیل

مسز فریدہ سجاد

ڈاکٹر محمد اقبال چشتی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، سعدیہ کریم

جویریہ سحرش، جویریہ وحید

ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام، جویریہ افضل

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم گرافکس: عبدالسلام

فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدلِ اشتراک

قیمت فی شارہ -60 روپے

آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر

مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر

سالانہ خریداری -700 روپے

رابطہ ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور | فون نمبرز: 042-5169111-3 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info

E-mail:sisters@minhaj.org

فرمانِ الٰہی

وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللهِ وَكَفٰى بِاللهِ عَلِيْمًا. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا. (النساء، ۴: ۶۹-۷۱)

”اور جو کوئی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ یہ فضل (خاص) اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ جاننے والا کافی ہے۔ اے ایمان والو! اپنی حفاظت کا سامان لے لیا کرو پھر (جہاد کے لیے) متفرق جماعتیں ہو کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر کوچ کرو۔“

فرمانِ نبوی ﷺ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ...... فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوْا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ فرشتے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ استراحت فرما رہے تھے تو ان میں سے ایک نے کہا: یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ دوسرے نے کہا: (ان کی) آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: حقیقی گھر جنت ہی ہے اور محمد ﷺ (حق کی طرف) بلانے والے ہیں۔ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی (درحقیقت) اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۷۵۲-۷۵۳)

خواب

تو خورشیدی و من سیارۂ تو
سراپا نورم از نظارۂ تو
ز آغوش تو دورم ناتمام
تو قرآنی و من سی پارۂ تو

(علامہ محمد اقبالؒ)

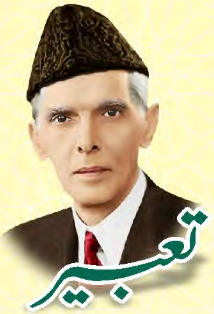

تعبیر

وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں، وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے، وہ کون سا لنگر ہے جس پر امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر اللہ کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے امید ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، قرآنِ مجید کی برکت سے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول، ایک امت۔

(6 دسمبر 1943ء کراچی، آل انڈیا مسلم لیگ)

تکمیل

ہر نبی کا زمانہ نبوت اور اس کی اطاعت کے وجوب کا دور کم و بیش دس سال، بیس سال یا پچاس سال رہا۔ مگر نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد اب جس طرح قیامت تک حضور سرور کونین ﷺ کی نبوت کا دور ختم نہیں ہو سکتا اسی طرح قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہیں آ سکتا جس میں نبی آخر الزماں ﷺ کی اطاعت کا حکم معطل ہو جائے۔ ہر دور میں اس رسول مجتبیٰ ﷺ کی اطاعت موجود رہے گی اور اس کا وجوب اسی طرح قائم و دائم رہے گا جس طرح عہد رسالت مآب ﷺ میں تھا۔

(خطاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اطاعت رسول ﷺ کیوں اور کیسے؟)

اداریہ

ماہِ ولادتِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُمت کی ذمہ داریاں

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام 42ویں عالمی میلاد کانفرنس اس سال ایوان اقبال لاہور میں ہو رہی ہے جس کی تیاریاں عروج پر پہنچی ہوئی ہیں، عالمی میلاد کانفرنس سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ ایمان افروز خطاب فرمائیں گے۔ منہاج القرآن کی عالمی میلاد کانفرنس ہر سال مینار پاکستان لاہور کے سبزہ زار میں ہوتی ہے۔امسال وطن عزیز میں قیامت خیز سیلاب اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والے انسانی المیہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ کانفرنس مینار پاکستان کی بجائے ایوان اقبال لاہور میں ہو گی اور انتظامی اخراجات سیلاب متاثرین کی بحالی پر خرچ کئے جائیں گے۔ یہ اعلان شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ نے کیا۔ کانفرنس میں ملک بھر سے جید علماء و مشائخ کے علاوہ عرب دنیا اور کینیڈا سے شیوخ اور ایران سے قراء حضرات خصوصی دعوت پر شرکت کر رہے ہیں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ وجہ ُتخلیقِ کائنات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اللہ رب العزت کا اس دنیا پر ایک ایسا عظیم احسان ہے کہ تمام مخلوقات مل کر بھی تاقیامت اس کا بدلہ نہ چکا پائیں گی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا" بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا"۔ 12 ربیع الاول کے دن خزاں رسیدہ دنیائے ہست و بود پر بہار

کا یکلخت چھا جانا کھلی آنکھوں سے دیکھا گیا۔ یہ دن یوم عہد کیونکر نہ کہلائے کہ اس دن مولائے کائنات نے ''کن'' فرما کر اس جہان کی تقدیر بدلنے کا فیصلہ فرما دیا تھا۔ اسی دن رب ذوالجلال کے شریک ٹھہرائے جانے والے بُت دھڑام سے گر گئے، ماؤں کو بیٹے عطا ہوئے، عرش و فرش کو نور میں نہلا دیا گیا، زندہ در گور ہونے والی بیٹیوں کے نصیب جاگے، انہیں تحفظ اور زندگی کی ضمانت مل گئی، قبائلی قتل و غارت نے امن کی جانب اپنا رخ یکسر موڑ لیا اور مہاجرین و انصار نے بھائی چارے کی مثالیں رقم کر دیں، مردوں کو عورتوں کا محافظ بنا دیا گیا، آپ ﷺ کی آمد سے خواتین کو احترام ملا، ماں کو وہ درجہ عطا ہوا کہ جنت جیسی دلکش نعمت کو اس کے قدموں کے نیچے رکھ دیا گیا ۔آپ ﷺ نے بیٹی کے احترام میں کھڑے ہو کر اُسے ایک عظیم مقام کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ ماہ بہار ربیع الاول ہی ہے جس میں امت مسلمہ اپنے نبی مجتبیٰ ﷺ سے اپنا جبی و قلبی تعلق پختہ و دائم کرنے کے لئے اپنے حبیب کریم ﷺ کی خدمت میں عقیدتوں کے گلہائے رنگا نگ نچھاور کرتی ہے۔ ربیع النور کے روح پرور ماحول میں اُمت مسلمہ پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ امت آپ ﷺ کی اطاعت کرے۔ حضور ﷺ کے میلاد کا سبق ہماری پوری زندگی پر یوں اثر انداز ہو کہ ہم اپنے آقا ﷺ کی اطاعت میں ہی اپنے روز و شب کا ہر مرحلہ صرف کر دیں۔ حضور ﷺ کی سیرت مطہرہ کو اپنا لینا بدرجہ اولیٰ امت پر لازم کیوں نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ نے اسی امت کو درست سمت دینے کی خاطر مکہ والوں کا سب و شتم برداشت فرمایا، آپ ﷺ نے شعبِ ابی طالب کے محاصرے میں فاقے فرمائے، ہجرت کی صعوبت برداشت فرمائی، طائف والوں نے لہولہان کیا اور دشمن ہمیشہ آپ ﷺ کے درپے رہا لیکن ہمارے حبیب کریم ﷺ ہمیشہ اپنی اُمت کے لئے فکر مند رہے، آپ ﷺ ہمیشہ اُمت کی بخشش کے لئے دعا گو رہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ آقا ﷺ کے جشن ولادت کے موقع پر امت مسلمہ عہد کرے کہ وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنے کی سعی کرے گی، اپنی زندگی کو سیرتِ پاک کے سانچے میں ڈھالے گی، آپ ﷺ نے جو جو احکامات فرمائے اور تعلیم دی اُس پر حرف بہ حرف عمل کیا جائے گا۔ ان مبارک لمحوں میں یہ عہد کیا جائے کہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرے گا۔

(ڈپٹی ایڈیٹر: دختران اسلام)

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ انسانیت کے لیے کامل نمونہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا فکر انگیز خطاب

مرتبہ: جویریہ افضل

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ۔ (النساء، ۴: ۸۰)

”جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔“

اگر ہم حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کو زندہ و موجود حقیقت سمجھ لیں اور اسے کتاب ماضی کا باب تصور نہ کریں تو امت مسلمہ کی وفاداریاں حضور ﷺ سے خالصتاً بندھ جائیں گی اور یوں ہم ہر قسم کے تشدد و اختلاف سے نجات پائے ہوئے باطل وفاداریوں کے بتوں کو پاش پاش کر سکیں گے۔ اگر ہماری جبین نیاز محبت و عقیدت کی نسبت سے اس پر غیر مشروط طور پر جھک جائے تو پھر بعید نہیں کہ امت میں وحدت کے آثار بہت جلد پیدا ہوں۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں حضورؐ کی ذات گرامی کو بطور مطاع مطلق بیان کر کے اسی تصور پر زور دیا گیا ہے۔

چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آقا علیہ السلام کی ذات گرامی بطور نمونہ کمال کیوں؟

چودہ صدیاں گزر چکیں، حالات بدل گئے، زمانہ تغیر پذیر ہے، تہذیبیں بدل گئیں لیکن کیا وجہ ہے کہ آج بھی کسی اور کو معیار کمال نہیں سمجھا جاتا اور ہم تا قیامت حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے علاوہ کسی اور کی زندگی کو اسوۂ حسنہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت آج

بھی حتمی، قطعی اور unconditional ہے؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے مذکورہ آیت مبارکہ کے تین نکات قابل توجہ ہیں:

۱۔ 'الرسول' کا لفظ معرف باللام لانے کی وجہ

عربی کا اصول ہے کہ اسم کبھی نکرہ ہوگا اور کبھی معرفہ ہوگا مثلاً کتاب سے مراد کوئی بھی کتاب ہے اور الکتاب سے مراد کوئی خاص کتاب ہے۔ اسی طرح اگر رسول کا لفظ تنوین کے ساتھ آتا تو اس سے مراد کوئی بھی رسول لیا جا سکتا تھا۔ اللہ رب العزت نے 'الرسول' کا لفظ استعمال کر کے تمام دیگر احتمالات رفع کرتے ہوئے ایک ہی خاص رسول کی طرف اشارہ فرما دیا۔ اس آیت کریمہ کا خطاب فقط صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ تھا۔ اس آیت مبارکہ کا اور پورے قرآن مجید کا خطاب چودہ صدیوں کے ہر فرد اور آئندہ آنے والی قیامت تک کی تمام نسلوں سے ہے۔ مخاطب بدلے ہیں اور بدلتے رہیں گے مگر خطاب یہی رہے گا۔ یہ آیت مبارکہ ہم سے مخاطب ہو کر آج بھی کہہ رہی ہے کہ جو کوئی اس رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے گویا اس نے اللہ رب العزت کی اطاعت کر لی۔ قرآن حکیم اس تصور کو ہم میں جا گزیں کرنا چاہتا ہے کہ لوگو! یہ رسول ﷺ اور اس کی نبوت و رسالت کوئی حقیقتِ زمانہ ماضی نہیں ہے بلکہ جس طرح اس نبوت و رسالت کا سایہ ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کے سر پر تھا، اس کی رسالت کا سایہ بالکل اسی طرح آج تمھارے سروں پر بھی ہے اور قیامت تک یہ سایہ ہر ایک پر قائم رہے گا۔ الرسول کا لفظ یہ پیغام دے رہا ہے کہ رسل عظام، زمانی و مکانی نبوتیں اور رسالتیں لے کر آتے رہے مگر اس نبی کی نبوت و رسالت کے لیے مکان و زماں کی حدود کو اٹھا دیا گیا ہے۔ اب جسے اپنے تن اور من کو منور کرنا ہے وہ اسی دہلیز نبوت مصطفی ﷺ سے منور کر سکتا ہے۔ اب باطل قیادتوں اور نفسانی خواہشات کے بت پاش پاش ہو چکے ہیں اور قیامت تک اسی نبی کی قیادت و سیادت قائم رہے گی۔

۲۔ من یطع میں صیغہ مضارع کے استعمال کی حکمت

مضارع کا صیغہ حال میں موجود اور آئندہ موجود رہنے والی شے پر دلالت کرتا ہے۔ من یطع الرسول میں حال اور مستقبل دونوں کے معانی شامل ہیں یعنی جو کوئی اس رسول کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا۔ ماضی گزر جاتا ہے جبکہ حال اور مستقبل ہمیشہ موجود رہنے والے ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم 'من اطاع' فرما کر ماضی کے صیغے سے نہیں دیا کہ مراد لی جائے کہ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بلکہ فرمایا 'من یطع الرسول' جو اس رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا۔ ماضی کے صیغے سے مخاطب کے ذہن میں ایک امکان پیدا ہو سکتا تھا کہ اطاعت

رسول ﷺ کی بات قصہ پارینہ ہو گئی۔ اس امکان کو ختم کرنے کے لیے باری تعالیٰ نے فرمایا: 'من یطع الرسول'۔ اس سے واضح ہو گیا کہ ہر شے گزر سکتی ہے مگر یہ رسول ﷺ گزر نہیں سکتا۔ جب تک زمانہ چلے گا تب تک اس رسول ﷺ کی اطاعت رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہر جدید سے بڑھ کر جدید حقیقت کے طور پر قائم رہے گی۔ آپ ﷺ کی اطاعت کو رجعت پسندی اور ماضی پرستی تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہر حال اور ہر مستقبل اسی کی اطاعت میں رہے گا۔

۳۔ فقد اطاع اللہ میں صیغہ ماضی کے استعمال کی حکمت

آیت مبارکہ کے اس حصے میں اللہ رب العزت نے اسلوب بدلتے ہوئے ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا۔ یہ آیت مبارکہ زبان حال سے بتا رہی ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے کہ میں تو رب ہوں، میری نسبت تو مردہ ہونے کا گمان نہیں کیا جا سکتا تو میں اپنی بات جس صیغے سے چاہوں کہتا پھروں مگر محبوب ﷺ چونکہ مخلوق میں سے ہیں تو مخلوق ہونے کی نسبت سے کوئی آپ ﷺ کے گزر جانے کا گمان کر سکتا تھا۔ اسی گمان کو رفع کرنے کے لیے ماضی کی بجائے مضارع (حال و مستقبل) کا صیغہ استعمال کیا تاکہ اظہر من الشمس ہو جائے کہ اب رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں جو اب آپ ﷺ کے جانے کا گمان قیامت تک نہیں کیا جا سکتا۔

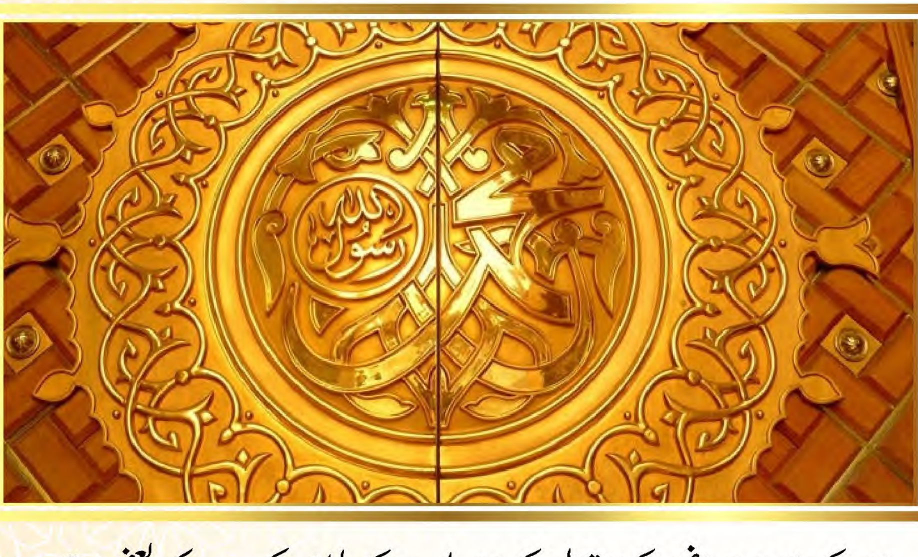

اس کے علاوہ صیغہ ماضی کے استعمال کے حوالے سے ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ بعض اوقات جب صیغہ ماضی میں بات کی جاتی ہے تو جس کام کی بات صیغہ ماضی میں کی جاتی ہے، یہ صیغہ اس کام کے ہو چکنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے آیت مبارکہ کی مراد واضح ہے کہ اس رسول ﷺ کی اطاعت

کرنے کی دیر تھی کہ اللہ رب العزت کی اطاعت ہو چکی، اُدھر رسول ﷺ کی اطاعت کی طرف تمھارا قدم اٹھے گا اور ادھر خدا کی اطاعت قبول کر لی جائے گی۔ اس بات کو اللہ رب العزت نے فقد اطاع اللہ فرما کر تین تاکیدوں کے ساتھ بیان کیا: فاء للتاکید، قد للتاکید اور پھر ماضی کے صیغہ اطاع کا استعمال بھی تاکید کے لیے ہے۔

یہاں عربی کا ایک اور قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب ماضی کے صیغہ پر قد لگتا ہے تو یہ ماضی قریب پر دلالت کرتا ہے یعنی جو کوئی اس رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا تو یہ اطاعت ہوتے ہی یہ رب کی اطاعت شمار کر لی گئی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی بندگی اور اطاعت رسول ﷺ کو دو الگ چیزیں شمار نہیں کیا۔ اب ہمارے معاشرے میں خدا اور رسول ﷺ کی تفریق یوں کی جاتی ہے کہ یہ دو گروہ نظر آنے لگے ہیں۔ جن میں سے ایک خدا کا نعرہ لگاتا ہے اور دوسرا گروہ رسول ﷺ کا نعرہ لگاتا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کو دو متصادم حقیقتیں بنا کر کھڑا کر دیا گیا ہے جبکہ یہ نہ ایمان ہے اور نہ اسلام۔ خدا سے ربط اور رسول ﷺ سے ربط، خدا کا تعلق اور رسول ﷺ کا تعلق نیز خدا کی رضا اور رسول ﷺ کی رضا ایک ہی ہے اور ان کے جڑنے کی گواہی خود قرآن حکیم دیتا ہے۔ اسی کی ذیل میں اللہ رب العزت آپ ﷺ کے قول کو اپنا قول کہتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (النجم، ۵۳: ۳، ۴)

" اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔"

اور آپ ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیتے ہوئے اللہ فرماتا ہے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (الانفال،۸: ۱۷)

" اور (اے حبیبِ محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگ ریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے۔"

اسی طرح اللہ رب العزت کئی مقامات پر آقا علیہ السلام کے قول و فعل کو اپنے قول و فعل کے ساتھ جوڑا، حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑا اور حدیبیہ کے مقام پر آقا علیہ السلام پر قربانی کی پہل کرنے کو خود اپنی ذات پر پہل کرنے سے نسبت دی تاکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ رسول ﷺ کی بے ادبی، اللہ کی بے ادبی ہے اور رسول ﷺ کا ادب، اللہ کا ادب ہے۔

اسی موضوع کے تحت درج ذیل آیت مبارکہ اپنے وسیع تر معانی کے ساتھ واضح ہے، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ۔ (التوبہ،۹: ۶۲)

" حالاں کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) زیادہ حقدار ہے کہ وہ اسے راضی کریں۔"

اللہ رب العزت نے اپنا اور اپنے حبیب مکرم ﷺ کا ذکر اکٹھے فرما کر راضی کرنے کے حق پر واحد کی ضمیر وارد فرمائی، رب ذوالجلال 'ھما' فرما کر دو کو الگ نہیں فرمایا تاکہ واضح ہو جائے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی ذاتیں تو دو ہیں مگر رضا ایک ہے یعنی ذاتیں دو ہیں مگر اطاعت، محبت، تعلق، امر، بیعت، فعل اور قول ایک ہے۔ اللہ رب العزت، خالق ہونے کے باعث اور رسول ﷺ مخلوق ہونے کے باعث ذاتاً دو ہیں مگر نسبتاً ایک ہیں اور یہی توحید و رسالت کا ربط ہے۔ امت مسلمہ کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک دو ذاتوں میں ایک تعلق، ربط اور نسبت کو قبول نہ کر لے۔

آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سیرت مطہرہ عطا فرمائی کہ جس سے بہتر انسانی اخلاق، ایثار، محبت اور تعلق جوڑے رکھنے کا کوئی تصور اور سبق نہیں مل سکتا۔ اسی لیے آج کئی صدیاں بیت جانے کے بعد بھی حضور سرور کونین ﷺ مطاع مطلق ہیں اور آپ ﷺ تا قیامت مطاع مطلق رہیں گے۔ نیز اطاعت رسول ﷺ ہی اطاعت الٰہی کہلائے گی۔ آج امت مسلمہ کے ظلمت کدہ تقدیر میں پھر سے اجالا لانے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کے اسوہ کامل کے ساتھ جڑ جائیں اور آپ ﷺ کی اطاعت کر کے دنیا و آخرت میں امر ہو جائیں۔

شیخ الاسلام کی شہرۂ آفاق تصنیف "میلاد النبی ﷺ" جائزہ

از عائشہ بتول

مصنف اور کتاب کا تعارف

ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک ممتاز اسلامی اسکالر، فقیہ، اور کثیر التصانیف مصنف ہیں جنہوں نے اسلامی علوم کے مختلف شعبوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ نے روایتی اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے چیلنجز کے درمیان ایک علمی و فکری ہم آہنگی قائم کی ہے، جس کی بدولت آپ کو عالمِ اسلام میں وسیع پیمانے پر پذیرائی حاصل ہوئی۔ آپ تحریک منہاج القرآن کے بانی ہیں اور مختلف موضوعات پر ہزار سے زائد کتب تصنیف کر چکے ہیں۔

آپ کی اہم تصانیف میں سے ایک کتاب "میلاد النبی ﷺ" ہے، جس میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے کے جواز، بنیاد اور باعثِ اجر و ثواب ہونے کو قرآن، حدیث اور ائمہ و علما کی روایات کی روشنی میں نہایت مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب واضح کرتی ہے کہ میلاد منانا نہ صرف جائز اور مستحسن عمل ہے بلکہ ایمان میں اضافے کا باعث بھی ہے۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ بدعت یا اسلامی عمل؟

ڈاکٹر طاہر القادری اپنے مؤقف کی ابتدا اُس بنیادی اعتراض کے جواب سے کرتے ہیں جو بعض حلقوں کی جانب سے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کا جشن منانے کو بدعت قرار دے کر کیا جاتا ہے۔ آپ نے مدلل اور تحقیقی انداز میں قرآن، سنت اور اجماعِ اُمت کی روشنی میں یہ واضح کیا کہ حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا جشن منانا نہ صرف جائز ہے بلکہ دینی و روحانی لحاظ سے مستند اور بابرکت عمل بھی ہے۔

قرآنِ مجید کی روشنی میں

قرآنِ مجید میں ذکر (یاد منانے) کی مختلف اقسام کا بیان آیا ہے، جن میں انبیائے کرام کے حالاتِ زندگی اور اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل و انعام والے دنوں کی یاد کو نصیحت اور روحانی بیداری کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ (جو ان پر اور پہلی امتوں پر آچکے تھے (ابراہیم ۱۴: ۵)

یعنی وہ ایّام جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت، نصرت یا ہدایت عطا فرمائی۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کا یومِ ولادت ان ہی "ایّام اللہ" میں سب سے برتر اور مقدس دن ہے۔ اللہ رب العزت نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی رحمت اور فضل پر خوشیاں منائیں:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔ (یونس ۱۰: ۸۵)

فرمادیجئے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ اللہ کی رحمتِ کاملہ کا مظہرِ اتم ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔" (الانبیاء، ۲۱: ۱۰۷)

لہٰذا، حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی منانا اور جشن منانا براہِ راست قرآنی احکامات کے مطابق عمل اور اللہ کی رحمت پر شکر و مسرت کا اظہار ہے۔

حدیث مبارکہ کی روشنی میں

اس کتاب میں متعدد تاریخی واقعات کا حوالہ پیش کیا گیا ہے جہاں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم،

آپ کے صحابہ اور سلف صالحین نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا جشن منایا۔

صحیح مسلم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن روزہ رکھتے تھے اور جب آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی۔

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے یوم ولادت کی اہمیت کا خود اعتراف کرنا ظاہر ہوتا ہے۔

صحیح بخاری: مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر انصار نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے گیت گائے۔ یہ اہم واقعات پر اجتماعی جشن کا ایک اور ثبوت ہے۔

کیا میلاد النبی ﷺ منانے کی بنیاد قرونِ اولیٰ میں موجود ہے؟

ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی اس تصنیف میں وضاحت کرتے ہیں کہ اگرچہ آج کے دور کی طے شدہ سالانہ میلاد کی شکل ابتدائی صدیوں میں موجود نہ تھی، لیکن اس کے تمام اجزاء — جیسے اجتماعات، ذکر، نعت خوانی، اور کھانے کھلانا — نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے ثابت شدہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ: میلاد کا ذکر اور اجتماعات منعقد کرنا

- نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے لوگوں کو جمع کر کے عوامی اجتماعات میں اپنے نسب، ولادت اور بعثت کا ذکر فرمایا۔
- صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی مدح میں کہی گئی شاعری کو سراہا، جن میں حسان بن ثابتؓ اور کعبؓ بن زہیرؓ کے اشعار شامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے کعب بن زہیرؓ کو اُن کی مشہور نعتیہ نظم "بانت سعاد" پر اپنی چادرِ مبارک بطور انعام عطا فرمائی۔

حضرت عباس بن عبد المطلبؓ (چچا رسول ﷺ) نے ایک طویل نظم میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا، جس پر حضور ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی۔

انصار کی عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ آمد پر خوشی سے نعتیں پڑھ کر اُن کا استقبال کیا۔

جشن میلاد النبی ﷺ ائمہ و محدثین کی نظر میں

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ، حنبلی محدث و واعظ، جنہوں نے 159 سے زائد کتب تصنیف کیں، میلاد النبی ﷺ پر دو اہم کتابیں "بیان المیلاد النبوی" اور "مولد العروس" تحریر کیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، جن کی تصانیف کی تعداد تقریباً 700 ہے، نے میلاد النبی ﷺ کے

جواز پر مشہور رسالہ ''حسن المقصد فی عمل المولد'' تحریر کیا، جو الحاوی للفتاوی میں بھی شامل ہے۔

- ملا علی قاری رحمہ اللہ، جلیل القدر محدث وفقیہ، نے میلاد النبی ﷺ پر اپنی کتاب ''المورد الروی فی مولد النبوی ﷺ'' ونسبہ الطاہر میں علما کے اقوال اور مختلف اسلامی ممالک میں میلاد کی تقاریب کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔
- مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، معروف دیوبندی عالم، نے اپنی سیرت کی کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ میں تخلیقِ نورِ محمدی ﷺ اور ولادتِ نبوی کے واقعات تفصیل سے بیان کیے اور طریقۂ مولود بھی مرتب کیا۔

اپنی اس معرکہ الآرا تصنیف میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ایک سو سولہ (116) آئمہ وشیوخ کی ایک سو پچیس (125) سے زائد تالیفات وشروحات کا ذکر کیا ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد ناموں اور واقعاتِ ولادت کے قصص پر مشتمل ہیں۔

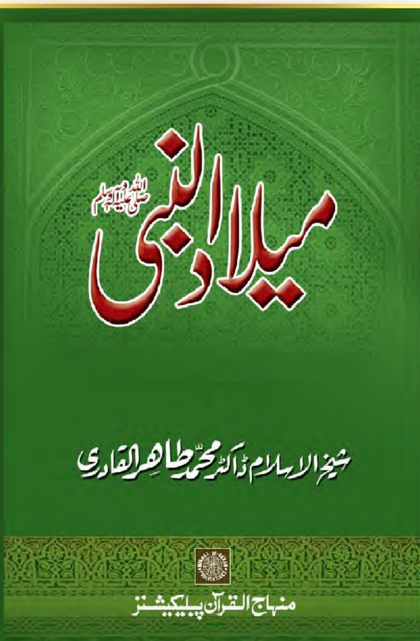

بلاد اسلامیہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تاریخ

- امام ابن الجوزیؒ نے بیان کیا کہ عرب دنیا کے مسلمان طویل عرصے سے ربیع الاول میں خوشی و مسرت کے ساتھ میلاد النبی ﷺ مناتے آئے ہیں اور اس میں شرکت باعث اجر وثواب ہے۔

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے عاشورہ کی حدیث سے قیاس کرتے ہوئے میلاد منانے کو اللہ کے احسان پر شکر کے طور پر جائز و مستحسن قرار دیا، اور فرمایا کہ نعت، صدقہ و تلاوت جیسے اعمال کے ذریعے میلاد منانا خواہ مخصوص دن ہو یا کوئی اور دن، باعثِ برکت ہے۔
- شاہ ابو سعید المظفر (جو عظیم فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی تھے) کے دور میں میلاد النبی ﷺ سرکاری سطح پر منایا جاتا تھا، جہاں علما، صوفیا اور عوام کی عظیم الشان محافل منعقد کی جاتیں۔
- امام نووی، ابن حجر عسقلانی، شمس الدین جزری اور سخاوی جیسے جلیل القدر علما نے میلاد کی تقریبات کو تقربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دے کر سراہا ہے۔

جشن میلاد النبی ﷺ کے اجزائے تشکیلی

مندرجہ بالا تفصیلی دلائل کے ساتھ، میلادِ مصطفی ﷺ کے اجزائے تشکیلی اور اِس کے اندر ہونے والی ایمان افروز اور روح پرور سرگرمیوں کو درجِ ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا ہے:

i۔ مجالس و اجتماعات کا اِہتمام

حضور نبی اکرم ﷺ نے خود بھی صحابہ کرام کو جمع فرما کر اپنی فضیلتوں اور اپنی بعثت کے مقصد کا ذکر فرمایا۔ احادیث کی روایات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پیدائش اور تخلیق کا واقعہ خصوصاً اپنے چچا حضرت عباسؓ اور دیگر صحابہ کے ساتھ بیان فرمایا۔

ii۔ بیانِ سیرت و فضائلِ رسول ﷺ

ان مجالس میں حضور ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کے درج ذیل پہلو بیان کیے جاتے ہیں:

- سیرت النبی ﷺ — حضور ﷺ کی زندگی کے حالات و واقعات
- تذکارِ خصائلِ مصطفی ﷺ — آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و کردار
- تذکارِ خصائص و فضائلِ مصطفی ﷺ — نبی اکرم ﷺ کی مخصوص و منفرد صفات
- ذکرِ ولادت اور روحانی آثار و علائم کا تذکرہ — آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ظاہر ہونے والی نشانیاں

iii۔ مدحت و نعتِ رسول ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں خود نعتیہ اشعار سنے۔ آپ ﷺ کے سامنے نعت خوانی کرنے والوں میں شامل تھے:

1. حضرت حسان بن ثابتؓ

2. حضرت کعب بن زہیرؓ
3. حضرت عبداللہ بن رواحہؓ
4. حضرت انسؓ اور دیگر صحابہؓ

حتیٰ کہ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی کم سن بچیوں نے دف کے ساتھ نعتیہ اشعار پیش کیے۔

iv۔ صلوٰۃ وسلام

قرآن وحدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا صریح حکم موجود ہے:

بیشک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (الاحزاب، ۳۳: ۵۶)

کتبِ احادیث میں یہ بات بھی واضح طور پر بیان ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ اُمت کے درود وسلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

v۔ قیام

جشنِ میلاد النبی ﷺ میں اکثر جس چیز پر اعتراض کیا جاتا ہے، وہ "قیام" (احتراماً کھڑا ہونا) ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس بارے میں وضاحت کرتے ہیں:

- قیام عبادت نہیں، بلکہ محبت، ادب اور خوشی کے اظہار کا ایک انداز ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی کریم ﷺ کے لیے متعدد مواقع پر اد باً کھڑے ہوتے تھے۔
- قیام کی مختلف اقسام میں شامل ہیں:
    - قیامِ تعظیم
    - قیامِ محبت
    - قیامِ مسرت
    - قیامِ ذکر و یادگار

یہ عمل محض عقیدت واحترام کے اظہار کا طریقہ ہے، نہ کہ بدعت یا عبادت۔

vi۔ اہتمامِ چراغاں

یہ عمل ابتدائی میلاد کی محافل میں مکہ مکرمہ میں رائج تھا۔ روشنی اور چراغاں ہدایت کی علامت ہے، اور نبی اکرم ﷺ کو قرآن میں "سِرَاجًا مُّنِيرًا" (روشن چراغ) فرمایا گیا ہے۔

vii۔ اِطعام الطعام (کھانا کھلانا)

قرآن مجید اور متعدد احادیث میں مہمان نوازی اور دوسروں کو کھانا کھلانے کو باعثِ اجر عمل قرار دیا گیا ہے، اور جب یہ عمل حضور نبی کریم ﷺ کی یاد میں کیا جائے تو اس کی برکت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

viii۔ جلوسِ میلاد

جب تک میلاد کی محافل پُرامن، غیر شرعی افعال سے پاک، اور حضور نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھیں، تب تک یہ محافل جائز ہی نہیں بلکہ مفید اور باعثِ برکت ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کو درست انداز میں منانے کے لیے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تجاویز

- میلاد النبی ﷺ منانے کا مرکز و محور علم، محبت اور ادب ہو۔
- اس میں تلاوتِ قرآن، احادیثِ نبوی، اور سیرتِ طیبہ کا بیان شامل ہو۔
- نعت خوانی، صلوۃ و سلام اور دعا کا اہتمام ہو۔
- اسراف، غیر شرعی اختلاط یا ناجائز کاموں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔
- معاشرتی بھلائی جیسے غریبوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی جائے۔

وہ واضح کرتے ہیں کہ میلاد صرف ظاہری خوشی کا نام نہیں، بلکہ یہ روحانی بیداری، نبی کریم ﷺ سے تعلقِ محبت کی تجدید، اور اُن کے پیغام کی تجدیدِ عہد ہے۔

اختتامی کلمات

"میلاد النبی ﷺ" از ڈاکٹر طاہر القادری ایک عظیم علمی کاوش ہے جس میں مصنف نے قرآنِ مجید، حدیثِ مبارکہ اور معتبر ائمہ و محدثین کے اقوال کی روشنی میں میلادِ مصطفی ﷺ سے متعلق پائے جانے والے شکوک و شبہات اور اعتراضات کا رد کیا، اور یہ ثابت کیا کہ میلاد النبی ﷺ منانا کوئی بے بنیاد تصور نہیں بلکہ یہ ایک اسلامی روایت ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ مصنف کا مؤقف ہے کہ میلاد النبی ﷺ کو "بدعت" قرار دینا اکثر غلط فہمی یا اسلامی تاریخ اور فقہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ قرآن، سنت اور ائمہ و علماء کی آراء اس عمل کی جوازیت کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ یہ کتاب ہمیں یاد دلاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے محبت صرف زبانی دعوے کا نام نہیں، بلکہ اُن کی سیرت، علم، اخلاق، اور اُن کے راستے سے عملی وابستگی کا تقاضا ہے۔

1500 واں جشنِ ولادتِ مصطفی ﷺ
اُمت کا ہدیۂ تبریک

آسیہ سیف قادری

حضور پر نور سرور کونین، تاجدار کائنات، رحمت اللعالمین، ھادی دو عالم، خاتم النبیین، محبوب کبریا، وجہ تخلیق کائنات، فخر موجودات، محسن انسانیت، حضرت محمد مصطفی ﷺ کا پندرہ سو سالہ جشن ولادت تمام امت مسلمہ کو مبارک ہو۔

یوں تو ہر سال جب ماہ ربیع الاول ہم پر اپنی تمام تر رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے تو تمام اہل ایمان اور امت مسلمہ کے دلوں میں مسرت و انبساط کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر مومن، ہر عاشق رسول ﷺ کا دل خوشی سے جھوم جھوم جاتا ہے۔ ہر لب پہ صل علیٰ کے نغمے جاری ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف مرحبا مرحبا آمد مصطفی ﷺ کے نعروں سے فضائیں گونج اٹھتی ہیں۔ ہر کوچہ، ہر نگر، ہر گلی، محلہ اور شہر شہر کے در و بام سجائے جانے اور جلسے جلوس کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ گھروں اور مساجد میں محافل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے۔ کیف و سرور کا سماں طاری ہو جاتا ہے، بہاریں مسکراتی ہیں۔ ہر سو رحمت کے بادل چھا جاتے ہیں نور کی برسات

ے نور کی برسات سے عالم منور ہو گیا
آپؐ آئے تو زمانے میں اجالا ہو گیا

وہ نبی محتشم ﷺ کہ جس کی آمد کی خوشخبریاں ہر رسول، ہر نبی اور ہر پیغمبر اپنی اپنی امتوں کو دیتے آئے، جس کا میلاد اس کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی منانے کا اہتمام اللہ تعالیٰ نے ازل سے کر دیا۔ پہلا میلاد خود رب کائنات نے عالم ارواح میں تمام نبیوں، پیغمبروں کے سامنے میثاق انبیاء کی صورت میں منایا۔ خود اس جلسہ میلاد مصطفی ﷺ کی صدارت فرمائی۔ قرآن اس پر گواہ ہے، خود رب کائنات اس پر شاہد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَاط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (آل عمران، ۳: ۸۱)

”اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

یہ تھا وہ حلف نامہ، وہ میثاق انبیاء جو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے حضور ﷺ کی غلامی، اطاعت اور نبوت و آمد کی تصدیق کا دیا۔ گویا بارگاہ خداوندی سے یہ تمام نبیوں، پیغمبروں، رسولوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ جاؤ اور میرے مصطفی ﷺ کا میلاد ان کی دنیا میں بعثت سے پہلے مناؤ اور آمد مصطفی ﷺ کے ڈنکے بجاؤ جاؤ میرے بندوں کو بتا دو، یہ خوشخبری سنا دو کہ میرا عظمتوں اور رفعتوں والا محبوب، وہ نبی آخر الزماں، وہ سراپا رحمت جس کے لیے میں نے بزم کائنات کو بنایا، بزم جہاں کو سجایا، کائنات کا دولہا، وہ مہمان خصوصی، وہ میرا محبوب زمانے جس کا طواف کرنے کے لیے بے تاب تھے، جو دعائے خلیل بھی ہے، عطائے کبریا بھی ہے، وہ جلیل القدر ہستی جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی، تشریف لانے کو ہیں۔

وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (الصف، ۶۱: ۶)

”اور اُس رسولِ (معظم ﷺ کی آمد آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (ﷺ) ہے۔“

انبیاء کرام کے میلاد نامہ کا تذکرہ اللہ کی سنت ہے۔ انبیاء کرام کی ولادت باسعادت کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت آدمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کا

میلاد نامہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ مثال کے طور پر حرف حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد نامہ جس کا ذکر سورہ مریم میں آیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا۔ (مریم، ۱۹: ۱۵)

”اور یحییٰ پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔“

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَيَوۡمَ اَمُوۡتُ وَيَوۡمَ اُبۡعَثُ حَيًّا۔ (مریم، ۱۹: ۳۳)

”اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن، اور میری وفات کے دن، اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔“

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انبیاء کرام جو حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے ہوئے ان کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے ان کا میلاد نامہ قرآن میں بیان ہوا ہے تو کیا حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کا بھی ذکر فرمایا؟

جی ہاں جب آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا ذکر فرمایا، جب تاجدار کائنات کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر فرمایا جب اپنے حبیب کبریا ﷺ کے میلاد نامے کو بیان فرمایا تو اس شان کے ساتھ کہ

لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔ (البلد، ۹۰: ۱، ۲)

”میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔(اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔“

سورۃ انبیاء میں سب نبیوں رسولوں اور پیغمبروں کا ذکر کیا اور آخر میں اپنے محبوب نبی آخر الزماں اور حبیب رب کبریا کا ذکر اس شان کے ساتھ کیا:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ (الانبیاء، ۲۱: ۱۰۷)

”اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔“

کہ ہر نبی، ہر پیغمبر، ہر رسول کسی ایک زمانے کسی ایک قوم اور کسی ایک علاقے کے لیے نبی بن کر آیا تھا۔ مگر آپ کی ولادت باسعادت، آپ کی آمد و تشریف آوری، آپ کا وجود مسعود تمام زمانوں، تمام عالموں، تمام انسانوں، تمام قوموں کے لیے قیامت تک کے لیے رحمت ہے۔

اب ہم قدرے اختصار کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں کہ بعثت محمدی ﷺ سے انسانیت اور بالخصوص اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا ان گنت فائدے، برکتیں، رحمتیں اور نعمتیں عطا ہوئیں اور ان

انعامات خداوندی اور احسانات ربانی کے تشکر میں امت کے کندھوں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں یعنی ہمیں اس عظیم احسان جو وجود مصطفی ﷺ کی صورت میں اللہ رب العزت نے ہم پر کیا اس کا تشکر بجا لاتے ہوئے ہمیں کیا کرنا چاہیے اور جشن میلاد مصطفی ﷺ منانے کے عملی تقاضے کیا ہیں۔

بعثت محمدی ﷺ۔ امت پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔

(آل عمران، ۳: ۱۶۴)

”بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا۔“

قابل غور اور توجہ طلب یہ نکتہ ہے کہ وہ رب جس نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کیں، بے حد احسانات ہم پر کیے جس نے ہمیں زندگی، صحت، جان، مال، اولاد، رزق الغرض ان گنت نعمتیں عطا فرمارکھی ہیں مگر کسی نعمت کو عطا کر کے احسان نہیں جتلایا جب باری آئی اپنے محبوب کو دنیا میں بھیجنے کی تو اللہ نے فرمایا:

”جان لو اے ایمان والو! اللہ نے تم پر بڑا احسان کیا تم میں سے تمھیں میں اپنا رسول بھیجا۔“

احسان اس لیے جتلایا کہ یہی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ جس کے صدقے میں ساری کائنات بنائی جس کی وجہ سے تم سب کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی، جس کے صدقے میں قرآن ملا اور جس کے صدقے سے ہی رب رحمان کی معرفت ملی۔

لہذا احسان جتلادیا کہ اسے کوئی عام نعمت نہ سمجھ لینا اور ان کے وجود کی قدر کرنا۔

سلام اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات، فخر، نوع انسانی
تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہوگیا پھر فضل ربانی

بعثت مصطفی ﷺ معرفت الٰہی

تخلیق کائنات کا مقصد کیا ہے، یہ راز افشا کرنے کے لیے حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی آمد سے کفر وشرک کی کالی گھٹائیں کافور ہو گئیں۔ 360 بتوں کی پوجا کرنے والے ایک خدائے واحد

کے آگے جھکنے والے بن گئے۔

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص،۱۱۲: ۱۔۴)

"(اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجیے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے۔اللہ سب سے بے نیاز، سب کی پناہ اور سب پر فائق ہے۔نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے۔اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔"

گویا ہمیں اللہ رب العزت کا عرفان ملا تو حضور ﷺ کے میلاد پاک کے صدقے میں ہی پہلا تحفہ ہے لہذا میلاد پاک کا پہلا تقاضا یہی ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ذریعے ہی توحید کو سمجھیں اور حضور ﷺ کی ذات و تعلیمات کے ذریعے بارگاہ الٰہی تک رسائی حاصل کریں۔

؎ بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

میلاد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ

میلاد مصطفی ﷺ کا دوسرا تحفہ اور عملی تقاضا یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔اپنی ذات سے محبت کروانے کا اصول بھی اللہ رب العزت نے قرآن کی صورت میں بزبان مصطفی ﷺ سکھا دیا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (آل عمران،۳: ۳۱)

" (اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان واضح فرما دیا کہ اے میری محبت کے متلاشیو، اے راہ حق کے راہ نوردو تم اگر میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور یہ گمان رکھتے ہو کہ تم اللہ سے محبت کرنے والے ہو تو سنو تمھارا یہ دعویٔ محبت تمھاری یہ خواہش، یہ چاہت اس وقت قبول ہو گی جب تم یہ شرط پوری کرو گے، میرے حبیب آپ ہی بتا دیں کہ پھر تمھیں میری پیروی کرنا ہو گی اور محمد مصطفی ﷺ کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالنا ہو گا۔اگر تم نے محمد کی غلامی و اطاعت کا حق ادا کر دیا تو پھر خود رب تم سے محبت کرے گا اور تمھارے تمام گناہ بھی معاف کر دے گا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جب تم فاتبعونی کی شرط پوری کر دو گے میرے مصطفی کے سچے غلام، سچے پیروکار بن جاؤ گے تو خود خدا بھی تمھارا ہو جائے گا خدا کی خدائی بھی تمھاری ہو جائے گی۔

میلاد مصطفیؐ، اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے اظہار حضور علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہاں حضور علیہ السلام کے عمل کو بھی اپنا عمل قرار دیا۔ اللہ رب العزت کی ذات مجسم صورت میں ظاہر ہونے سے رہی کہ ہم اس کے عمل کو دیکھ سکیں ایسی صورت میں اس تشنگی کو پورا کرنے کے لیے حضور ﷺ کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل قرار دے دیا۔ حضور ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دے دیا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (الانفال،۸: ۱۷)

" اور (اے حبیبِ محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگ ریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔"

حضور ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ (الفتح،۴۸: ۱۰)

" (اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔"

آپ کے فرمان کو اپنا فرمان، آپ کے قول کو اپنا قول آپ کی بات کو اپنی بات قرار دیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (النجم،۵۳: ۳،۴)

" اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دے دیا:

رسول اللہ ﷺ کی رضا کو اللہ کی رضا قرار دے دیا گیا۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ۔ (التوبۃ،۹: ۶۲)

" اگر یہ لوگ ایمان والے ہوتے (تو یہ حقیقت جان لیتے اور رسول ﷺ کو راضی کرتے، رسول ﷺ کے راضی ہونے سے ہی اللہ راضی ہو جاتا ہے۔"

گویا اللہ کو راضی کرنا ہو تو پہلے مصطفی ﷺ کو راضی کرنا ہوگا، اللہ کی اطاعت کرنا تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و غلامی اختیار کرنا ہوگی، اللہ کی فرمانبرداری کرنا تو رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرنا ہوگی تو میلاد مصطفی ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ اللہ کو کیسے پانا ہے، اپنے رب کو کیسے راضی کرنا، اس کی اطاعت وخوشنودی کیسے حاصل کرنی ہے۔

یوم میلاد مصطفیٰ: صفات واخلاق الٰہیہ اپنانے کا درس

یوم میلاد مصطفی ﷺ ہمیں کردار کی تطہیر اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف پیدا کرنے کے لیے ہمیں حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ اور اخلاق کریمانہ کو اپنانے کی یاد دہانی کراتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

”فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے۔“

اور رسول کے اخلاق کو عظیم ترین قرار دے دیا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ (القلم، ۶۸: ۴)

”اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)۔“

اس لیے حضرت عائشہؓ نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

کان خلقه القرآن۔ ”آپ کا اخلاق قرآن تھا۔“

لہذا یوم میلاد مصطفی ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ میلاد والے کی سیرت و کردار کو عملاً اپنایا جائے، حضور اقدس کے اخلاق کریمانہ کو اپنایا جائے، حضور ﷺ حلم و بردباری کا پیکر تھے، آپ بھی حلیم و بردباد بنیں۔ حضور ﷺ محبتیں بانٹنے آئے تھے، نفرتیں مٹانے آئے تھے، ہم بھی محبت کرنے والے اور نفرت مٹانے والے بنیں۔ حضور غریبوں، مسکینوں، یتیموں کا سہارا بننے آئے۔ آیئے ہم حضور ﷺ کے غریب، بے بس، بے سہارا امتیوں کا سہارا بنیں، مسکینوں کی مدد کریں، یتیموں کی دلجوئی کریں، دکھی انسانیت کے کام آئیں۔

وہ ایک امی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا
وہ ایک دامان بخشش پھول برساتا ہوا آیا
وہ ایک عظمت کہ مظلوموں کے چہرے پر دمک اٹھی
وہ اک بندہ کہ سلطانوں کو ٹھکراتا ہوا آیا

یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ: انسانی حقوق کی بحالی کا دن

یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ کو یوم تشکر کے طور پر بھی منانا چاہیے۔ اس لیے کہ اسی دن عالمی انقلاب کی کرنیں پھوٹیں جس نے غلام اور آقا کی غیر انسانی تفریق ختم کر دی۔ یہی وہ تاریخی انقلاب تھا جس نے انسانیت کو حقیقی عزت و آبرو بخشی۔ جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے والے غلاموں کو وہ جرات اور حوصلہ دیا کہ وہ اپنے آقاؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا حق لینے کے قابل ہو گئے۔ اسی انقلابی قیادت نے بلال و بابر جیسے حبشی غلاموں کو قریشی سرداروں کا آقا بنا دیا اور ان کے ہاتھوں میں عظمت اسلام کا پرچم تھما کر کعبہ کی چھت پر کھڑا کر کے تمام نسلی غرور اور نسبی بڑائی کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔

اسی خلق عظیم کا معجزہ تھا کہ تباہی کے دھانے پر پہنچی ہوئی قوم، بات بات پر تلواریں بے نیام کرنے والی قوم، بچیوں کو زندہ درگور کرنے والی قوم، تمام دنیا کی ھادی و رہبر بن گئی۔ آپ ﷺ نے عورت کے حقوق و مقام کو بلند کیا، ماں کے روپ میں جنت اس کے قدموں میں رکھ دی۔ چنانچہ یوم میلاد النبی ﷺ انسانی حقوق کی بحالی، انسانی عظمتوں اور انسانی اعلیٰ قدروں کی سربلندی کا دن ہے۔

یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ: یوم نجات

اس دن انسانی حقوق کی بے دردی سے پامالی اور اخلاقی قدروں کی پامالی سے بچانے والا انسانیت کا نجات دہندہ دنیا میں آچکا تھا۔ جس نے آکر انسانیت کو شرک، ظلم، غلامی کی زنجیروں، شیطان اور طاغوت کے ہتھکنڈوں اور جھوٹے خداؤں کی اذیت ناک خدائی، بے حیائی اور برائی سے نجات دی۔ جن کی آمد سے راہرو، راہبر بن گئے، بت پرست بت شکن بن گئے، بے حیاؤں کو غیرت کا شعور میسر آگیا، دشمن، دوست بن گئے، بیماروں کو شفا مل گئی، بے سہاروں کو سہارا مل گیا، یتیموں کو ماویٰ مل گیا، بیواؤں کو ملجا مل گیا، غلاموں کو آقا مل گیا، اخلاق و شرافت کی دھجیاں بکھرنے والے رفعت کردار کا نمونہ بن گئے۔ یوم میلاد النبی ﷺ دراصل اس انقلاب کی صبح نو تھی جس نے انسانیت کے دامن سے درندگی کے بدنما دھبوں کو دھویا اور اسے رحمت و رافت کے سدا بہار پھولوں سے بھر دیا۔ آپ ﷺ دکھی انسانیت کے لیے نوید مسیحا بن کر آئے تھے۔ آپ کا روشن کردار وقت کے فرعونوں کے لیے ضرب کلیمی اور آپ کا اسوہ زمانے بھر کے حق پرستوں کی بے پناہ قوت ایمانی کا باعث تھا۔

یوم میلاد مصطفی ﷺ: انسانی اقدار اور سربلندی کا دن

یوم میلاد النبی ﷺ وہ دن ہے جس میں وہ عظیم محسن انسانیت تشریف لائے جنھوں نے انسانوں کو نسلی، لسانی، ذات پات، رنگ و نسل کے غرور کو مٹا کر مساوات کا درس دیا۔ فرمایا تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ یومِ میلادِ مصطفی ﷺ کا عملی تقاضا یہ ہے کہ بحیثیت امت ہم انسانی مساوات، عدل و انصاف کے لیے بین الاقوامی سطح پر اپنا کردار ادا کریں۔

یومِ میلادِ مصطفی ﷺ: مواخات اسلامی کا دن

یوم میلاد مصطفی ہمیں مواخات مدینہ کی یاد دلاتا ہے کہ جس رسول ﷺ کی ہم امت ہیں اس نے کس طرح مدینہ کے انصار اور مہاجرین کو بھائی چارے اور اخوت و محبت کی لڑی میں پرو دیا تھا۔ ہمیں بھی آج پندرہ سو ویں اس جشن میلاد النبی کو کماحقہ اس طرح منانا ہو گا کہ ایثار و قربانی، دیانتداری اور باہمی پیار و الفت کو اپنا کر فرقہ واریت اور آپس کے جھگڑوں کو ختم کر کے اتحاد امت کو فروغ دینا ہو گا۔ تاکہ ہم اپنی قومی و ملی، خود انحصاری کی منزل کو جلد پاسکیں۔

یومِ میلادِ مصطفی ﷺ: یوم تجدید عہد وفا

جن کا مشن، جن کی نبوت و رسالت کا فریضہ دین حق کی سربلندی اور غلبہ دین حق قرار پایا جن کی امت، امتِ دعوت قرار پائی، ان عظیم نبی محتشم، رسول حق ﷺ کا امتی ہونے کے ناطے ان کے یوم میلاد پر جتنی بھی خوشیاں منائیں کم ہیں، جتنا شکر بارگاہ خدا میں بجالائیں کم ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں آپ کی بعثت مبارکہ کے عظیم مشن، فرائض، آپ ﷺ کی تعلیمات کے فروغ اور آپ ﷺ کے اخلاق کو اپناتے ہوئے اسوہ حسنہ پر عمل کر کے حضور ﷺ کے ساتھ اپنے عہد و وفا کی تجدید کرنا ہو گی۔ آؤ کہ حضور سے عہد وفا کریں

ہی صحیح معنوں میں کماحقہ میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے کا طریقہ ہے۔

تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ اور اُمت کی ذمہ داریاں

صدف مقبول

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ تمام انسانیت کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ اور کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔" (الانبیاء، ۲۱: ۱۰۷)

آپ ﷺ کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک نمایاں اور عظیم صفت اپنی اُمت کے لیے بے مثال محبت، شفقت، اور فکر مندی ہے۔ بعثت کے آغاز سے لے کر وصال مبارک تک، نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی انسانیت کی ہدایت، نجات اور فلاح کے لیے وقف تھی۔ یہ مضمون حضور نبی اکرم ﷺ کی اپنی اُمت کے لیے محبت اور فکر مندی کو اجاگر کرتا ہے، اور ان مختلف انداز و مظاہر کا جائزہ لیتا ہے جن کے ذریعے آپ ﷺ نے اس محبت کا اظہار فرمایا۔ مزید برآں، یہ مضمون اس امر کی وضاحت بھی کرتا ہے کہ بطور اُمتی ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی اُمت کے لیے فکر مندی کا بیان

قرآنِ حکیم حضور نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے ساتھ گہری شفقت اور ہمدردی پر گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ (التوبہ: 128)

"بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔"

یہ آیت کریمہ نبی اکرم ﷺ کی اپنی اُمت سے بے مثال محبت، دردمندی اور ہمدردی کو ظاہر کرتی ہے۔ اُمت کی تکالیف آپ ﷺ کے قلبِ انور کو دکھ دیتی تھیں، امت کی ہدایت آپ ﷺ کا مشن تھا، اور اُن کی دنیا و آخرت کی کامیابی آپ ﷺ کی سب سے بڑی آرزو تھی۔

۲۔ آپ ﷺ کے آنسو اور امت کے حق میں دعائیں

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری زندگی اُمت کے لیے درد، محبت اور خیر خواہی میں بسر فرمائی۔ آپ ﷺ کی راتیں اپنی اُمت کے لیے گریہ وزاری اور دعاؤں میں بسر ہوتیں۔ جس کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا پڑھی:

فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ابراہیم: 36)

"پس جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو بیشک تُو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"

آقا علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا بھی تلاوت فرمائی:

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدہ: 118)

"اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی بڑا غالب حکمت والا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک بلند کیے اور شدتِ گریہ سے فرمایا: "اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت"! اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ اور میرے محبوب سے پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟" جبریل علیہ السلام آئے، حال پوچھا اور واپس جا کر بتایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور ہر گز آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔" (صحیح مسلم)

- یہ روایات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ حضور ﷺ کی تمام تر فکریں، دعائیں اور آنسو صرف اور صرف اپنی اُمت کی بھلائی اور نجات کے لیے تھے۔

ا۔ روزِ قیامت سے متعلق فکر مندی

- رحمتِ دو عالم، حضور نبی اکرم ﷺ کی اپنی امت کے لیے شفقت و عنایت صرف دنیوی زندگی تک محدود نہ تھی، بلکہ آخرت میں بھی آپ ﷺ کی امت کے لیے آپ کا اضطراب، محبت اور شفاعت کا جذبہ روزِ قیامت جلوہ گر ہو گا۔ یہ ابدی فکر اُس روز شفاعتِ کبریٰ کی صورت میں ظاہر ہو گی آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کی (اپنی امت کے سلسلے میں) ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے، تو ہر نبی نے جلدی سے دنیا ہی میں اپنی دعا پوری کر لی، اور میں نے اپنی دعا کو چھپا کر اپنی امت کی شفاعت

کے لیے رکھ چھوڑا ہے، تو میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہو گی جو اس حال میں مرا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا رہا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

آپ ﷺ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ قیامت کے دن اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک آپ ﷺ کا آخری امتی بھی جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

۲۔ آخری لمحات میں بھی اُمت کی فکر

حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اپنی اُمت کے لیے خیر خواہی اور محبت سے لبریز تھا، اور یہ کیفیت آپ ﷺ کے وصال کے آخری لمحات تک برقرار رہی۔ آپ ﷺ کا دل اپنی اُمت کی حالت پر ہمہ وقت مضطرب رہتا، اور وقتِ رخصت بھی اُمت کی بھلائی ہی آپ ﷺ کی زبان پر جاری تھی۔

- آپ ﷺ کے آخری ارشادات میں یہ الفاظ شامل تھے:

"نماز، نماز! اور اپنے زیرِ کفالت (غلاموں) کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔" (سنن ابی داؤد)

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: "حضور ﷺ اپنی وفات کی بیماری میں پانی میں ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر ملتے، اور فرماتے: 'اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔' پھر فرماتے: 'اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت۔'" (سنن ابن ماجہ)

دعوتی زندگی میں اُمت کی فکر کا مظہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ہر پہلو ان کی امت کے لیے گہری فکر کا مظہر ہے:

تبلیغ وحی کے ذریعے امت کی ہدایت کے لیے کاوشیں

آپ ﷺ نے قرآن مجید کو انتہائی وضاحت، اخلاص اور امانت کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا تاکہ کوئی فرد ہدایت سے محروم نہ رہے۔

عملی نمونہ

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔" (موطا امام مالک، مستدرک حاکم)

تنبیہ و نصیحت

آپ ﷺ نے فرمایا: "میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور یہ شخص انہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ اسی طرح میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔" (بخاری، مسلم)

یہ حدیثِ مبارکہ حضور ﷺ کی مسلسل تگ و دو، دلی تڑپ اور اخلاص کو واضح کرتی ہے کہ کس طرح آپ ﷺ اُمت کو تباہی سے بچانے کے لیے دن رات کوشاں رہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے لیے فکر — ہماری ذمہ داریاں

حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت کے لیے بے مثال محبت اور فکر ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے ادا کریں، اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں:

ا۔ سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔" (ترمذی)

۲۔ نفع بخشی کا ذریعہ بننا

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے نزدیک سب سے محبوب لوگ وہ ہیں جو دوسروں کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں۔" (طبرانی)

۳۔ اللہ کے ذکر، خصوصاً نماز سے وابستگی

آپ ﷺ کی زندگی کی آخری وصیت تھی:

الصلاۃ، الصلاۃ

نماز کو ترک کرنا گویا آپ ﷺ کی سب سے بڑی فکر کو نظر انداز کرنا ہے۔

۵۔ دین کا پیغام آگے پہنچانا

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میری طرف سے پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔" (بخاری)

آج کے مسلم نوجوانوں کے لیے سبق

حضور نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے لیے فکر و محبت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے ایمان کو زندہ رکھیں اور دینِ اسلام کو اپنی زندگی کا حقیقی محور بنائیں۔ آج کے نوجوانوں کے لیے یہ اسباق نہایت اہم ہیں:

- ✫ انفرادی اور معاشرتی زندگی میں اسلام کے حقیقی تصور کو زندہ کرنا
- ✫ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا اور عدل و انصاف کو فروغ دینا
- ✫ ثقافتوں اور قوموں کے درمیان اخوت کو مضبوط کرنا
- ✫ نئی نسل کی تربیت قرآن و سنت کی بنیاد پر کرنا
- ✫ انسانیت کی خدمت کرنا

حاصلِ کلام

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی پوری زندگی اور آخری لحات اُمت کے لیے بے پایاں محبت اور گہری فکر کے ساتھ گزارے۔ آپ ﷺ کی دعائیں، آپ کے آنسو، آپ کی تنبیہات اور آپ کی قربانیاں اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ آپ کی اُمت سے محبت بے مثال اور بے نظیر تھی۔

اب ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس محبت کا حق اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن کر، سنتِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہو کر، آپس میں اتحاد قائم رکھ کر، اور تمام مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت و رحمت کا سلوک کرتے ہوئے ادا کریں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کے مشن کو آگے بڑھانے اور دینِ اسلام کی سربلندی میں اپنا کردار ادا کرے۔

اگر ہم آپ ﷺ کی محبت پر غور کریں تو یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جائے گی کہ آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا صرف ایک فریضہ نہیں بلکہ شکر گزاری کا سب سے اعلیٰ اور حسین اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرمائے جو روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کے قلبِ اطہر کیلئے باعثِ راحت ہوں اور آپ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ آمین۔

عالمی یومِ امن

سمیہ اسلام

دنیا کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ امن و سکون انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ جس معاشرے میں امن قائم ہو، وہاں علم و ہنر پروان چڑھتے ہیں، معیشت ترقی کرتی ہے، اور انسان باوقار زندگی گزارتا ہے۔ لیکن جہاں ظلم و جبر اور جنگ کا راج ہو، وہاں انسانیت پستی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے ہر سال ۲۱ ستمبر کو عالمی یومِ امن (International Day of Peace) منایا جاتا ہے تاکہ دنیا کو یاد دلایا جا سکے کہ امن کے بغیر ترقی و خوشحالی ممکن نہیں۔اس دن کا مقصد یہ پیغام عام کرنا ہے کہ انسانیت جنگ، نفرت، اور دہشت گردی سے ہٹ کر امن، محبت، اور برداشت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔ امن کے بغیر نہ معاشرہ ترقی کر سکتا ہے، نہ انسان سکون پا سکتا ہے، اور نہ ہی اقوام اپنی بقا قائم رکھ سکتی ہیں۔

اقوامِ متحدہ نے اس دن کو ایک ایسا موقع قرار دیا ہے جس میں دنیا بھر کے لوگ جنگ بندی، مصالحت اور امن کے فروغ کے لیے اجتماعی کوششوں کا عہد کرتے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ محض ایک دن منانے سے دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک ہم ان ہستیوں کی تعلیمات پر عمل نہ کریں جو حقیقی داعیانِ امن ہیں۔ اور سب سے روشن، کامل اور بے مثال داعیِ امن ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ

ﷺ ہیں۔امن کے سب سے بڑے داعی اور کامل نمونہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر پہلو امن و محبت،عفوودرگزراور انسانی ہمدردی کا عملی نمونہ ہے۔

قرآنِ مجید بارہا امن و سلامتی کا پیغام دیتا ہے سورۃ یونس کی آیت نمبر ۲۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ۔

اور اللہ سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی امن و محبت کا پیغام ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (صحیح بخاری و مسلم)

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (صحیح مسلم)

ترجمہ: آپس میں سلام کو عام کرو۔

آقاعلیہ السلام بطور داعی امن

ا۔ مکہ مکرمہ میں ظلم و ستم کے باوجود صبر اور امن کا راستہ

جب آپ ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو قریش مکہ نے آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے۔ کبھی آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، کبھی آپ کی پشت مبارک پر اوجڑی پھینکی گئی، کبھی آپ کو سخت طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ کے صحابہؓ کو بھی بدترین اذیتیں دی گئیں، جن میں حضرت بلال حبشیؓ کو تپتی ریت پر گھسیٹنا اور ام عمارہؓ کے شوہر اور بیٹے پر ظلم ڈھانا شامل ہے۔لیکن ان سب مظالم کے باوجود حضور اکرم ﷺ نے کبھی انتقام یا تشدد کی راہ اختیار نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إني لم أبعث لعانًا وإنما بعثت رحمةً۔

مجھے لعنت کرنے والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

یہ صبر و امن کی تعلیم آپ ﷺ کی سیرت کا بنیادی پہلو ہے۔

۲۔ واقعہ طائف میں ہدایت کی دعا

جب مکہ کے لوگ اسلام قبول نہ کر سکے تو آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے لوگ دعوتِ حق قبول کریں۔ لیکن وہاں کے سرداروں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ اوباش لڑکوں کو آپ پر پتھر برسانے کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ لہولہان ہو گئے اور مجبوراً ایک باغ میں پناہ لی۔اس وقت فرشتہ حاضر ہوا اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں ان پہاڑوں کو ملا کر طائف کے لوگوں کو تباہ کر دوں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:" نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے"۔یہ انسانیت کے لیے امن و رحمت کی سب سے بڑی مثال ہے۔

۳۔ میثاقِ مدینہ – پہلا تحریری معاہدۂ امن

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے ایک ایسا معاہدہ مرتب کیا جسے دنیا کا پہلا "تحریری آئین" کہا جا سکتا ہے۔ اس میں مدینہ کے مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل کو برابر کے شہری تسلیم کیا گیا،سب کو مذہبی آزادی دی گئی، سب کو جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دی گئی،کسی پر جبر یا زیادتی کی اجازت نہ تھی،دشمن کے حملے کی صورت میں سب کا مل کر شہر کا دفاع کرنا بھی مذکورہ معاہدے کا حصہ تھا۔یہ معاہدہ آج کے جدید آئین اور انسانی حقوق کے چارٹر سے کہیں زیادہ منصفانہ اور پرامن تھا۔

۴۔ فتح مکہ پر عام معافی

آٹھ ہجری میں جب مسلمان فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو قریش اس سوچ میں تھے کہ آج انہیں بدترین انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے اہل مکہ کو جمع کر کے فرمایا:تم کیا سمجھتے ہو کہ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟انہوں نے جواب دیا: آپ ہمارے کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:جاؤ، تم سب آزاد ہو۔یہ تاریخ کا وہ عظیم لمحہ تھا جب دنیا نے امن و معافی کا ایسا منظر دیکھا جو آج تک کوئی فاتح پیش نہ کر سکا۔

۵۔ خطبہ حجۃ الوداع – امن، مساوات اور انسانی حقوق کا منشور

۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ

مسلمانوں کے مجمع میں تاریخی خطبہ دیا۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے انسانیت کو وہ اصول دیے جو قیامت تک امن و عدل کی ضمانت ہیں:

- "تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر حرام ہے۔"
- "کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں، فضیلت صرف تقویٰ میں ہے۔"
- "عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس اللہ کی امانت ہیں۔"
- "سود ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا ہے۔"

یہ خطبہ دراصل امن، انسانی مساوات، خواتین کے حقوق اور معاشی انصاف کا عالمی منشور ہے جسے آج اقوام متحدہ کے چارٹر سے بھی بڑھ کر اہمیت حاصل ہے۔ یہ پانچوں واقعات حضور اکرم ﷺ کو سب سے بڑا داعیِ امن ثابت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ اسلام امن، محبت، رواداری اور انسانی احترام کا دین ہے۔

عصرِ حاضر میں امن کی ضرورت

آج کا دور جدید ایجادات اور ترقی کے باوجود بے شمار بحرانوں کا شکار ہے۔ دہشت گردی، انتہا پسندی، فرقہ واریت، جنگیں، معاشی ناہمواری، اور طاقت کے حصول کی دوڑ نے دنیا کو بدامنی اور خوف کی آگ میں جھونک رکھا ہے۔ ایک طرف ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ ہے تو دوسری طرف بھوک اور غربت سے بلکنے والی انسانیت۔ دنیا کے کئی خطے جنگ کی لپیٹ میں ہیں، جہاں معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور بستیاں اجڑ رہی ہیں۔ ایسے حالات میں امن کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے تاکہ نسلِ انسانی محفوظ اور خوشحال مستقبل کی طرف بڑھ سکے۔

امن صرف کسی ایک ملک یا قوم کی ضرورت نہیں بلکہ یہ پوری انسانیت کی مشترکہ ضرورت ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں اگر ظلم و بربریت کا بازار گرم ہو تو اس کے اثرات پوری دنیا پر پڑتے ہیں۔ مہاجرین کے مسائل، عالمی معیشت پر دباؤ، دہشت گردی کا پھیلاؤ اور انتہا پسندی کے رجحانات اس بات کے ثبوت ہیں کہ دنیا کے ایک حصے کا عدم استحکام باقی دنیا کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اس لیے عالمی سطح پر رواداری، مکالمہ، اور باہمی احترام کو فروغ دینا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

اسلام کا پیغام اس تناظر میں انسانیت کے لیے روشنی کی کرن ہے۔ قرآن مجید اور سیرتِ رسول ﷺ ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ اصل ترقی امن کے بغیر ممکن نہیں۔ علم، معیشت، تعلیم اور صحت جیسے شعبے اسی وقت ترقی کر سکتے ہیں جب معاشرہ امن اور سکون کی فضا میں پروان چڑھے۔ لہٰذا آج دنیا کو اشد ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اسلام کے حقیقی پیغام یعنی محبت، اخوت اور امن کو اپنائے اور نفرت، انتقام اور ظلم کو ختم کرے۔ یہی وہ راستہ ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا کر خوشحالی اور سکون کی طرف لے جا سکتا ہے۔آج دنیا دہشت گردی، جنگوں، فرقہ واریت اور بدامنی کی لپیٹ میں ہے۔ بڑی طاقتیں اپنے مفادات کے لیے کمزور قوموں سے جینے کا حق سلب کر رہی ہیں۔ ایسے حالات میں عالمی یومِ امن کے تقاضے کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دنیا نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے رہنمائی لے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور امن کی خدمات

عصرِ حاضر میں اگر کسی عالمِ دین نے امن و محبت کے پیغام کو عالمی سطح پر مؤثر انداز میں اجاگر کیا ہے تو وہ تحریک منہاج القرآن کے بانی، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے ہمیشہ یہ واضح کیا ہے کہ اسلام دہشت گردی اور انتہاپسندی کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔ انہوں نے 600 سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں کئی کتب کا تعلق امن، محبت، بین المذاہب رواداری اور انسانی حقوق سے ہے۔ ان کی شہرہ آفاق تصنیف Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings نے عالمی سطح پر یہ ثابت کیا کہ دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

انہوں نے بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا اور اسلام کے امن پسند چہرے کو اجاگر کیا۔منہاج القرآن انٹرنیشنل کے تحت دنیا کے 100 سے زائد ممالک میں ان کے مراکز قائم ہیں جو امن کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں۔۲۱ ستمبر کا عالمی یومِ امن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیا کو حقیقی سکون اور سلامتی صرف اُس ہستی کی تعلیمات سے مل سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، یعنی نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اسی پیغام کو آج کے دور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عملی طور پر دنیا کے سامنے رکھا ہے اور اسلام کو امن، محبت اور رواداری کا دین ثابت کیا ہے۔

فروغِ عشقِ مصطفی ﷺ اور منہاج القرآن

آمنہ شاہ

نسبتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مراد وہ قلبی روحانی اور فکری تعلق ہے جو امت مسلمہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ جوڑتا ہے نسبتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم امت مسلمہ کی فکری، روحانی اور تہذیبی شناخت کے لیے بنیادی ستون ہے جو نہ صرف ایمان کے کمال کی ضمانت فراہم کرتی ہے بلکہ دینی و اخلاقی نظام حیات کی بقا کی بھی ضامن ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب، ۳۳: ۶)

” یہ نبیِ (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں در حقیقت نسبتِ محمدی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اولیٰ کے معنی "زیادہ حقدار زیادہ قریب ہونا" کے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضور صلاۃ والسلام مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یعنی ایک مومن کو اپنی ذات سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تعلق، محبت، اتباع اور اطاعت کو ترجیح دینی ہے۔ نسبتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہی ایمان کی بقاء اور امت مسلمہ کا عروج مضمر ہے۔

اس دور میں تحریک منہاج القرآن نے اسی نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کو پھر سے امت مسلمہ میں بحال کرنے لیے کئی اقدامات کیے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بحالی نسبت مصطفیٰ ﷺ کو تحریک منہاج القرآن کے مقاصد واہداف میں شامل کیا ہے۔ جس میں

۱۔ اَلرَّجُوعِ اِلٰی مَحَبَّةِ النَّبی ﷺ

۲۔ اَلرَّجُوعِ اِلٰی تعظیم النبی ﷺ

۳۔ اَلرَّجُوعِ اِلٰی متابعة النبی ﷺ

۴۔ اَلرَّجُوعِ اِلٰی نُصرةِ النبی ﷺ

شامل ہیں تحریکِ منہاج القرآن ان تمام جہات میں سر گرمِ عمل ہے۔جو کہ امت کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات کے ساتھ ٹوٹا ہوا تعلق بحال کرنے کے لیے اہم اقدام ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی عمیق دینی بصیرت، ہمہ گیر علمی خدمات اور تحقیقی جدوجہد کے ذریعے امتِ مسلمہ میں نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء اور عشقِ رسول ﷺ کے فروغ کے لیے کئی کتب تصنیف کیں۔ تحریکِ منہاج القرآن کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے کتب کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے، جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ہر پہلو کو نہایت جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ خواہ وہ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو یا اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو، شمائل نبوی ﷺ ہو یا عقیدہ ختم نبوت، میلاد مصطفیٰ ﷺ ہو یا فلسفہ معراج النبی ﷺ، تحفظ ناموس رسالت ہو یا سیرۃ الرسول ﷺ کی ریاستی اہمیت ہر موضوع پر خاطر خواہ تحقیق کی گئی۔ نیز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے متعلق گستاخانہ خاکے جیسے فتنوں کے علمی و تحقیقی جواب پر بھی گراں قدر مواد موجود ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے عربی زبان میں ایک عظیم تصنیف "دلائل البرکات فی التحیات والصلوٰۃ "مرتب فرما کر امت کو تحفہ دیا، علاوہ ازیں شیخ الاسلام نے درود پاک کے حوالے سے بھی کئی کتب تحریر فرمائیں۔ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کا ذریعہ ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی تحریروں نے جدید ذہن رکھنے والے طبقے کو دلیل کے ساتھ نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت سے روشناس کرایا اور عوام کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حرارت کو از سرِ نو بیدار کیا۔ یہ علمی سرمایہ آج کے دور میں محبت و وفاداریِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ان کی تحریریں نہ صرف علمی و فکری گہرائی رکھتی ہیں بلکہ عوام کے لیے بھی سادہ، دل نشین اور مؤثر ہیں۔ ان کتب کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ،

شمائل، اوصاف اور نسبت کے فیوضات کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ پڑھنے والے کے دل میں محبتِ رسول ﷺ کا چراغ مزید فروزاں ہو جاتا ہے۔ یہ علمی سرمایہ آج کی امت کے لیے ایک روشن مینار ہے جو انہیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔

عالمی میلاد کانفرنسز

منہاجُ القرآن انٹرنیشنل (MQI) نے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے فروغ، اطاعت و اتباعِ رسول ﷺ کے احیاء، دلوں میں محبت و عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حرارت پیدا کرنے اور امت کی دینی، فکری، اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے عالمی سطح پر میلاد کانفرنسز کے سلسلے کا آغاز کیا۔ یہ کانفرنسز ہر سال بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتی ہیں، جن میں دنیا بھر سے لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ شریک ہو کر میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ تحریکِ منہاجُ القرآن نے امتِ مسلمہ کے دلوں میں عشق و محبتِ رسول ﷺ کو دوبارہ زندہ کرنے اور نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لیے عالمی میلاد کانفرنسز کو ایک جامع اور مؤثر پلیٹ فارم کے طور پر اختیار کیا۔ ان کانفرنسز کا بنیادی مقصد صرف ولادتِ باسعادتِ نبی اکرم ﷺ کی خوشی منانا نہیں، بلکہ سیرتِ طیبہ کے فروغ، اطاعت و اتباعِ رسول ﷺ کے احیاء اور امت کی فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت کو عملی شکل دینا ہے۔ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کی بابرکت شب، مینارِ پاکستان لاہور میں منعقد ہونے والی یہ عظیم الشان عالمی میلاد کانفرنس لاکھوں عشاقانِ رسول ﷺ اور دنیا بھر سے آئے ممتاز علماء و مشائخ، قراء اور نعت خوان حضرات کی شرکت سے ایمان افروز اجتماع بن جاتی ہے۔ اس میں علمی و روحانی شخصیات شریک ہو کر نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے پیغام کو عام کرتی ہیں۔

یہ کانفرنس محض ایک مذہبی تقریب نہیں بلکہ ایک عالمی پیغام کی عملی تصویر ہے، جو پوری دنیا میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے امن، محبت، اخوت اور رواداری کو فروغ دے رہی ہے۔ ان اجتماعات میں سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر مدلل اور تحقیقی خطابات کیے جاتے ہیں، جن کے ذریعے حاضرین کو نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت، اس کی روحانی برکات اور عملی اثرات سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ اس وقت تحریک کے پلیٹ فارم سے پوری دنیا میں میلاد کانفرنسز اور محافلِ نعت کا ایک مربوط اور مؤثر نیٹ ورک قائم ہے، جو نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کی بحالی اور فروغ کا ایک مضبوط ذریعہ بن چکا ہے۔ امسال مینار پاکستان کے سایہ میں ۴۲ ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے نسبت محمدی ﷺ کی بحالی کے لیے ۴۰ روز میلاد مہم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس مہم کا مقصد امت کا ٹوٹا ہوا تعلق بارگاہ مصطفی ﷺ سے جوڑنا ہے۔ جس میں محافل میلاد کا انعقاد شامل ہے۔ نیز نعت خوانی کے ذریعے بھی لوگوں کے دلوں کو رسول ﷺ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ اس میں فرزندان حضور شیخ الاسلام کا کلیدی کردار ہے۔ وہ ان میلاد کانفرنسز میں شریک ہو کر امت کے دلوں میں اپنے پر مغز خطابات کے ذریعے حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت، اتباع اور اطاعت کی شمع روشن کرتے ہیں۔

خطابات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے امت مسلمہ کے دلوں میں نسبت مصطفی ﷺ کو بحال کرنے کے لیے حضور سرور کائنات ﷺ کی سیرت مبارکہ کے مختلف گوشوں پر خطابات کیے۔ خواہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر بشر یا نور کا اعتراض ہو یا میلاد النبی ﷺ پر اعتراض ہو، خواہ وہ حیات النبی ﷺ کی بات ہو، ی اعتراض حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر ہو یا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان امیت پر، ان تمام موضوعات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل خطابات موجود ہیں۔ آپ نے دلنشین انداز، مستند دلائل، اور قرآن اور حدیث کی روشنی میں سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے سننے والوں کے دلوں میں حضور ﷺ کی عظمت، شان اور محبت کو راسخ کیا۔ ان خطبات کے ذریعے نہ صرف عقیدت کو جِلا ملی بلکہ عملی زندگی میں اتباعِ رسول ﷺ کی ترغیب بھی پیدا ہوئی۔

تحریک منہاج القرآن نے دنیا بھر میں منعقد ہونے والی ”سیرت النبی ﷺ کانفرنسز“ کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کے دلوں میں محبت و عقیدتِ مصطفی ﷺ کو تازہ کرنے، آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو عملی زندگی میں نافذ کرنے اور معاشرے میں اخلاق و کردار کی اعلیٰ اقدار کو فروغ دینے کی جدوجہد کی ہے۔ ”سیرت النبی ﷺ کانفرنسز“ پوری دنیا میں منعقد کی جاتی ہیں گزشتہ سال ۲۰۲۴ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ساؤتھ کوریا، ہانگ کانگ، کوالالمپور میں ”سیرت النبی ﷺ کانفرنس“ منعقد کیں جن میں مسلم کمیونٹی کے علاوہ بھی لوگ ان کانفرنسز میں شریک تھے۔ شیخ الاسلام نے ان کانفرنسز میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی اور لوگوں کو سیرت کی پیروی کرنے اور ذات محمدی ﷺ کے ساتھ جڑے رہنے کی طرف ترغیب دلائی۔ نیز ان کانفرنسز میں قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ ﷺ کی تعلیمات کو جدید اسلوب میں پیش کر کے نئی نسل کے دلوں میں عشقِ

رسول ﷺ کو بیدار کرنے اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کو زندگی کا مرکز و محور بنانے کا پیغام دیا گیا ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن نے امتِ مسلمہ میں محبت و تعلقِ مصطفیٰ ﷺ کو زندہ کرنے اور سیرتِ طیبہ کے فیوض و برکات سے قلوب کو منور کرنے کے لیے دروسِ سیرت کا ایک وسیع اور منظم سلسلہ قائم کیا۔ اس کے ذریعے ہر طبقۂ فکر تک نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو علمی، روحانی اور عملی انداز میں پیش کیا گیا، تاکہ اُمت میں عشقِ رسول ﷺ، اتباعِ سنت اور اتحاد و یکجہتی کے جذبات کو فروغ دیا جا سکے۔ جن سے عوام و خواص میں سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا شعور بیدار ہوا۔ ان دروس سے مرد و زن سب مستفید ہوتے ہیں۔ یہ بھی تحریک منہاج القرآن کا بحالی نسبت مصطفیٰ ﷺ میں مؤثر اقدام ہے۔

تحریک منہاجُ القرآن، ماہنامہ "منہاج القرآن" اور شعبۂ "دخترانِ اسلام" کے ذریعے امتِ مسلمہ میں بحالی نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ شعبہ جات عشقِ رسول ﷺ کے فروغ، تعلیماتِ نبوی ﷺ کو عام کرنے اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں معاشرتی و روحانی اصلاح کے فروغ کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ ماہنامہ "منہاج القرآن" علمی و فکری رہنمائی فراہم کرتا ہے، جب کہ "دخترانِ اسلام" خواتین و طالبات میں دینی شعور، اخلاقی تربیت اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تمام کاوشیں امت کو دوبارہ اس حقیقی نسبت سے جوڑنا ہے جو حضور ﷺ کے عشق، اطاعت اور پیروی پر قائم ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تعلق استوار کرنے، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ، ربطِ رسالت مآب ﷺ میں پختگی و تسلسل، اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کو عام کرنے کے لیے "گوشۂ درود" قائم کیا۔ جس میں ۲۴ گھنٹے حضور ﷺ کی ذات مبارکہ پر درور بھیجا جاتا ہے۔ جو کہ نسبت و قربتِ رسول ﷺ کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے۔ تحریک کی کاوشوں سے گھریلو سطح پر بھی گوشۂ درود قائم کیے گئے۔ جن میں دنیا بھر کے گھرانے حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں درور و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اب تک کھربوں کی تعداد میں درور و سلام کے موتی پروئے گئے ہیں۔

نتائج

تحریک منہاج القرآن نے بحالی نسبت مصطفیٰ ﷺ کے لیے کی جانے والی کاوشوں کے نتیجے میں اُمتِ مسلمہ میں نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء اور فروغ کی ایک منظم فضا قائم کی۔ عوامی سطح پر عشقِ

رسول ﷺ کے جذبات کو ایک نیا شعور اور استحکام حاصل ہوا، جس نے فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رویّوں کے مقابل ایک اعتدال پسند اور ہم آہنگ فکر کو فروغ دیا۔ اس وقت جب امت تفرقہ میں پڑ چکی تھی اور لوگ حضور ﷺ کے میلاد کو منانے کو بدعت قرار دینے لگے تھے تو اس وقت تحریک منہاج القرآن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج کئی عشاقانِ مصطفی ﷺ ولادتِ خیر الانام ﷺ کا جشن مناتے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں دور دراز علاقوں سے عالمی میلاد کانفرنس میں شریک ہو کر حضور ﷺ اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ بالخصوص نوجوان نسل، جو مذہبی بے گانگی اور فکری انتشار کا شکار تھی، تحریک کی علمی و روحانی کاوشوں کے باعث سیرتِ مصطفی ﷺ سے وابستگی اور دینی اقدار سے مستحکم تعلقِ کی جانب مائل ہوئی۔ ان کی کاوشوں کے اس قدر کار آمد نتائج دیکھنے کو ملے کہ امسال کریم آقا حضور ﷺ کے ۱۵۰۰ سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر ۵۲ ممالک حضور ﷺ کے یوم ولادت پر جشن کا اہتمام کریں گے جو کہ تحریک منہاج القرآن کی عالمی سطح پر پذیرائی اور نسبتِ مصطفی ﷺ کے فروغ کا واضح ثبوت ہے۔

جب لوگ درود پاک کی اہمیت و فضائل سے ناآشنا تھے۔ اس وقت تحریک نے گوشہ درور قائم کر کے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی درود پاک کی اہمیت و فضائل پر لکھی گئی تصانیف اور خطابات کے ذریعے لوگوں کو آشنا کیا کہ یہ ذریعہ قربت و نسبت محمدی ﷺ ہے۔ اس کے نتیجے میں عامۃ الناس میں نسبت مصطفی ﷺ کا شعور بیدار ہوا اور اس مقبول عبادت کی طرف محو ہو گئی جو ان کو محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ سے جوڑتی ہے۔ ان تمام کاوشوں کے نتیجے میں مختلف معاشرتی و فکری طبقات میں محبتِ رسول ﷺ پر مبنی ایک مثبت فکری و روحانی رجحان پروان چڑھا، جو بحالیِ نسبتِ مصطفی ﷺ کے تناظر میں ایک قابلِ ذکر علمی و عملی کامیابی تصور کی جا سکتی ہے۔

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کے لیے کوشاں

ماہنامہ دختران اسلام لاہور کی سالانہ خریداری حاصل کریں

زیر سرپرستی: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

بیگم رفعت جبین قادری

فی شمارہ: 60 روپے | سالانہ خریداری: 700 روپے

اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات کو سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں۔

365- ایم ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 042-5169111-3 - 111-140-140 Ext: 149

Whatsapp: 0324-4895887 - 0300-8105740

www.minhaj.info, Email: sisters@minhaj.org

لوریاں اور دعائیں

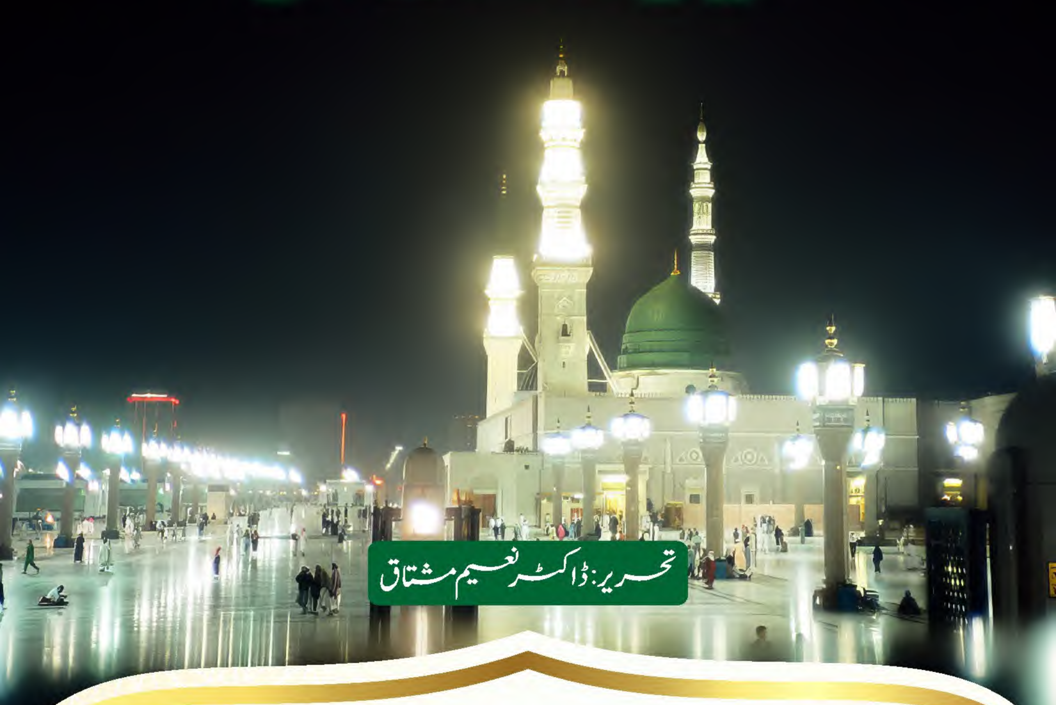

تحریر: ڈاکٹر نعیم مشتاق

جب شام ڈھلنے لگتی ہے اور صحرا کی ہوا آسمان کو چھوتی ہوئی زمین کو سہلاتی ہے، تو میرے دل میں ایک پرانی روشنی جاگ اٹھتی ہے۔ میں بنو سعد کی اس پر امن بستی کو یاد کرتی ہوں جہاں میں پلی بڑھی —— ایک ایسی جگہ جہاں مٹی کے گھر تھے مگر دل سونے جیسے تھے۔ وہ وقت جب دن کے اختتام پر عورتیں چولہوں پر ہانڈیاں چڑھاتیں، دھواں آسمان سے باتیں کرتا، اور ہم چھوٹی بچیاں اپنے اپنے بھائیوں کو گود میں لے کر باہر آ جاتیں۔ ہر ایک اپنی محبت میں ڈوبی ہوئی، ایک دوسرے سے کہتی: "میرا بھائی سب سے خوبصورت ہے!" کوئی کہتی: "میرے بھائی جیسی آنکھیں کسی کے پاس نہیں!

اور پھر... میری باری آتی۔ میں آتی، اپنے بازوؤں میں روشنی کا ایک ٹکڑا لیے —— ایک ایسا چہرہ جو چاندنی سے زیادہ روشن تھا۔ میں دور سے پکارتی: وَهٰذَا أَخِي أَيْضًا آتٍ (اور یہ میرا بھائی بھی آگیا)۔

سب خاموش ہو جاتیں۔ اُن کے چہرے بدل جاتے، آنکھیں جھک جاتیں، اور دھیرے سے کہتیں: "نہیں نہیں، شَیماء، تیرے بھائی کا کوئی ثانی نہیں!" میں اُسے گود میں بھر لیتی، دل سے لگا لیتی، اور دھیرے دھیرے جھولتی۔

بچپن کا ایک دن

میری اماں (حضرت حلیمہ سعدیہؓ) جب بکریوں کو چرانے بھیجتی تھیں تو مجھے تنہا بھیج دیتیں۔ ایک دن میں نے دیر کر دی۔ امی نے پوچھا : شیماء! آج تم نے ابھی تک بکریاں چرا کر واپس کیوں نہیں لائیں؟

میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا: "امی، میں اکیلی جاتی ہوں، بکریاں زیادہ ہیں، گرمی کا موسم ہے، بھاگ بھاگ کر میں تھک جاتی ہوں۔ اکیلی مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ اب آپ میرے ساتھ کسی کو بھیجا کریں۔"

امی نے جواب دیا: "بیٹی، گھر میں تو اور کوئی نہیں جسے تیرے ساتھ بھیج سکوں۔ میں نے کہا: "امی، ایک شرط پر جاؤں گی... اگر آپ میرے ساتھ میرے چھوٹے بھائی محمد ﷺ کو بھیج دیں، تو میں بکریاں چرانے جاؤں گی، ورنہ نہیں۔

امی نے کہا: "بیٹی ! تیرا بھائی محمد ﷺ تو بہت چھوٹا ہے۔ ایک بکریوں کو سنبھالنا، دوسرا ایک چھوٹے بچے کو سنبھالنا، یہ تو اور بھی مشکل ہو جائے گا۔"

میں نے کہا: "امی، اگر میرا چھوٹا بھائی ساتھ ہو گا تو بکریاں سنبھالنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔"

امی نے پوچھا: "یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

میں نے بتایا: "امی، ایک بار میں بھائی کو ساتھ لے کر گئی تھی، تو بکریاں جلدی جلدی چرنے لگیں، جیسے برسوں کی بھوک مٹ رہی ہو۔ پھر میں اور محمد ﷺ نرم سبز گھاس پر بیٹھ گئے۔ میں نے بھائی کو اپنی گود میں سلا لیا۔ وہ ننھا سا چہرہ، جیسے چاند کی کرنوں نے زمین پر جگہ بنا لی ہو۔ اور پھر عجیب منظر ہوا — آہستہ آہستہ تمام بکریاں اپنا چرنا چھوڑ کر ہماری طرف بڑھنے لگیں۔ وہ ایک دائرے کی صورت میں ہمارے گرد بیٹھ گئیں، جیسے کسی مقدس مرکز کے گرد حلقہ بن گیا ہو۔ کوئی بکری بھائی کے قدموں کے قریب لیٹ گئی، کوئی اپنا چہرہ آہستہ سے ان کے کپڑوں کے پاس لے آئی، اور کچھ تو اتنی قریب آ گئیں کہ گویا ان کے سانسوں کی حرارت سے برکت لینا چاہتی ہوں۔

پورا چراگاہ جیسے خاموش ہو گیا۔ نہ کھڑ کھڑاہٹ، نہ بکریوں کی معمول کی "میں میں"، بس ایک پر سکون سا سکوت، اور اس سکوت میں محبت کی ایک خوشبو گھل گئی تھی۔ میں نے دیکھا، ان کے چہرے پر دھوپ کے سونے جیسے ذرے کھیل رہے تھے، اور بکریوں کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے بھی ان سے ہٹتی نہ تھیں، جیسے سب ان کے جمال کی زیارت کر رہی ہوں، اور اس زیارت میں ہی اپنی ساری تھکن اور بھوک بھول گئی ہوں۔

ایک اور دن دوپہر کے وقت میں انہیں گود میں لیے باہر نکلی۔ دھوپ تیز تھی، مگر میں حیران رہ گئی——ایک بادل مسلسل ہمارے اوپر سایہ کیے ہوئے تھا۔ جب ہم چلتے تو بادل ساتھ چلتا، اور جب ہم رکتے تو وہ بھی رک جاتا۔ میں نے امی سے کہا: "دیکھیں امی! ان پر گرمی کا اثر نہیں ہوتا، کیونکہ آسمان بھی ان کی عزت کرتا ہے۔"

لوریاں اور دعائیں

میں اکثر انہیں گود میں لے کر لوریاں دیتی۔ میری لوری صرف الفاظ نہیں، ایک دعا تھی:

يَا رَبَّنَا أَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا، حَتَّى أَرَاهُ يَافِعًا وَأَمْرَدًا، ثُمَّ أَرَاهُ سَيِّدًا مُسَوَّدًا، وَاكْبِتْ أَعَادِيَهُ مَعًا وَالْحُسَّدَا، وَأَعْطِهِ عِزًّا يَدُومُ أَبَدًا.

(اے ہمارے رب! محمد ﷺ کو ہمارے لیے سلامت رکھ، تاکہ میں انہیں جوان، خوش قامت اور روشن چہرے کے ساتھ دیکھ سکوں، پھر انہیں معزز، سربلند اور قوموں کا سردار پاؤں، ان کے دشمنوں اور حسد کرنے والوں کو پست کر دے، اور ایسا مقام عطا فرما جو کبھی زوال نہ پائے)۔

کبھی میں یہ بھی گنگناتی:

هٰذَا أَخٌ لِّي لَمْ تَلِدْهُ أُمِّي، وَلَيْسَ مِنْ نَّسْلِ أَبِيْ وَعَمِّيْ، فَدَيْتُهُ مِنْ مُّخْوِلٍ مُّعِمٍّ، فَأَنْمِهِ اللّٰهُمَّ فِيْمَا تُنْمِيْ

(یہ میرے وہ بھائی ہیں جو میری ماں سے پیدا نہیں ہوئے، نہ میرے والد یا چچا کی نسل سے ہیں، مگر میں ان پر فدا ہوں۔ اے اللہ! ان کی بہترین پرورش فرما)

برسوں بعد

وقت گزرا، میرا بھائی واپس مکہ چلا گیا۔ میں جوان ہوئی، شادی ہوئی، دوسرے قبیلے میں جا بسی۔ مگر دل میں وہی بچپن کی روشنی باقی رہی۔ پھر خبر آئی کہ محمد ﷺ نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے اور مدینہ میں اسلامی ریاست قائم ہو گئی ہے۔ بدر، احد، خندق... ہر خبر پر میرا دل کہتا: "میرا بھائی وہی کر رہا ہے، جو میں نے لوریوں میں مانگا تھا۔"

جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا، تو جس قبیلے میں میری شادی ہوئی تھی، اس کا مسلمانوں سے ٹکراؤ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی محمد ﷺ کو فتح عطا فرمائی اور ہمارے چند آدمی صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ قبیلے کے لوگ اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے فدیہ اکٹھا کرنے لگے۔ سردار اور چند لوگ ایک ایک گھر جا رہے تھے۔ چلتے چلتے وہ میرے دروازے پر بھی آ گئے۔ میں اس وقت عمر کے ایک سنجیدہ اور وقار سے بھرے حصے میں تھی۔ انہوں نے کہا:

"شیماء! یہ تمہارا حصہ ہے، قیدی چھڑانے کے لیے۔"
میں نے پوچھا: "کس لیے؟"
سردار نے کہا: "جو لڑائی ہوئی ہے، اس میں ہمارے کچھ آدمی گرفتار ہو گئے ہیں۔"

ابھی وہ بات ہی کر رہا تھا کہ کسی کے لبوں پر میرے بھائی کا نام آ گیا— "محمد ﷺ"۔ یہ سنتے ہی میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ میں نے حیرت سے پوچھا:
"کیا کہا تم نے؟ محمد ﷺ نے تمہارے لوگ پکڑے ہیں؟"
"جی ہاں!" سردار نے جواب دیا۔
میں نے فوراً کہا: "تو پھر یہ رقم اکٹھی کرنا چھوڑ دو... اور مجھے اُن کے پاس لے چلو!
سردار نے چونک کر کہا: آپ کو؟ ساتھ لے چلیں؟
میں مسکرا کر بولی: "ہاں، تم نہیں جانتے، وہ میرے بھائی ہیں
یہ سن کر سردار اور باقی لوگ جیسے پلکیں جھپکنا بھول گئے۔ ایک لمحے کے لیے سب کے چہرے حیرت سے کھل گئے، پھر وہ حیرت آہستہ آہستہ مسکراہٹ میں بدل گئی۔ کسی نے بے اختیار قہقہہ لگایا، کسی کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ فضا میں ایک عجیب سی مثبت لہر دوڑ گئی۔ سخت اور فکر زدہ چہرے یکدم نرم ہو گئے۔ سردار بولا: شیماء! تم نے تو ہمیں خوشخبری دے دی۔ چلو، فوراً چلتے ہیں، اور تمہیں اپنے

بھائی کے پاس لے چلتے ہیں۔ راستہ جیسے ہلکا ہو گیا، قدم تیز ہو گئے، اور قافلے میں ایک نئے اعتماد اور خوشی کی چمک پھیل گئی۔

چند ہی لمحوں بعد، میں قبیلے کے سرداروں کے ساتھ مدینہ کی طرف جا رہی تھی۔ سامنے افق پر مدینہ کے نوری خیمے چمک رہے تھے۔ جب ہم قریب پہنچے تو دیکھا کہ صحابہ کرامؓ ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے ہیں۔ یہ مکی دور نہیں تھا، یہ مدنی دور تھا — میرے بھائی ﷺ ایک نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک امت کے قائد اور سپہ سالار بھی تھے۔

میں سرداروں سے آگے بڑھی تو ایک پہرے دار صحابیؓ نے تلوار اٹھا لی اور بلند آواز میں بولا: اے خاتون! رک جاؤ! یہ رسول اللہ ﷺ کا خیمہ ہے۔ یہاں تو جبرئیلؑ بھی بغیر اجازت نہیں آتے۔ تم کون ہو جو یوں اعتماد سے بڑھتی چلی آ رہی ہو؟

میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا: راستہ چھوڑ دو... تم نہیں جانتے، میں تمہارے نبی ﷺ کی بہن ہوں۔ میری زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ماحول جیسے تھم سا گیا۔ تلواریں نیچے ہو گئیں، چہروں پر نرمی آ گئی، اور میرے لیے راستہ کھول دیا گیا۔

ملاقات کا لمحہ

میں آہستہ آہستہ اندر داخل ہوئی۔ میرے قدموں کی چاپ جیسے بچپن کی گھنٹیاں بجا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا، اور پہچان لیا۔ پہچان کی روشنی اور فرطِ محبت سے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادرِ مبارک زمین پر بچھا دی اور فرمایا: "آؤ بہن! یہاں بیٹھو۔ وہ لمحے میرے لیے وقت کی قید سے آزاد تھے۔ میں اُن کے سامنے تھی، اور وہ میرے سامنے۔ برسوں کی جدائی مٹی ہو چکی تھی۔ میں اُنہیں دیکھ رہی تھی، لیکن میری آنکھیں جھولے میں سوتے ہوئے اُس بچے کو ڈھونڈ رہی تھیں، جسے میں لوریاں دیتی تھی۔ وہ مسکرا رہے تھے، لیکن اُن کی مسکراہٹ میں ایک نمی سی تھی، جیسے بچپن کی کوئی گم شدہ گڑیا دوبارہ مل جائے۔

کچھ لمحے خاموشی میں گزرے۔ پھر حضور ﷺ نے قیدیوں کے بارے میں دریافت کیا اور میں نے تفصیل سے بتایا۔ آپ ﷺ نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔ فرمایا، "قیدیوں کو فوراً رہا کر دو۔" خیمے سے باہر آواز بھیجی گئی اور صحابہ کرامؓ کو پیغام دیا گیا کہ فلاں قبیلے کے تمام قیدی آزاد کر دیے گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور ایک مہربان بھائی کی طرح تحفے عنایت فرمائے۔ گھوڑے، عمدہ لباس اور کچھ دیگر اشیاء میرے قدموں میں رکھوا دیں۔ فرمایا، "جب بہن بھائی کے دروازے پر آتی ہے تو بھائی اُسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔"

میں خاموش کھڑی تھی، لیکن اندر سے لرز رہی تھی۔ یہ وہی بچہ تھا جو میری گود میں سوتا تھا... اور آج وہ پوری دنیا کے دلوں پر راج کر رہا تھا— لیکن اُس کی محبت میں رتی بھر کمی نہ آئی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھام کر خیمے سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا، "آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں؟" مگر آپ ﷺ نے فرمایا، "بہنوں کو صرف تحفے دے کر رخصت نہیں کیا جاتا، ان کے ساتھ چل کر عزت بھی دی جاتی ہے۔"

پھر شفقت بھرے لہجہ میں فرمایا: "اے بہن! تم میرے یہاں رہنا چاہو تو یہ تمہارا گھر ہے اور اگر واپس جانا چاہو تو مجھے کوئی اصرار نہیں۔" جب ہم خیمے سے باہر نکلے تو صحابہ کرامؓ قطار میں کھڑے تھے۔ سب کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا، "اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو کہ میں جب بھی قیدی چھوڑتا ہوں، تم سے مشورہ کرتا ہوں۔ لیکن آج میں نے تم سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔" صحابہؓ نے مودبانہ عرض کیا، "یا رسول اللہ ﷺ، ہمیں خوشی ہے لیکن آپ نے کیوں مشورہ نہ کیا؟"

میرے نبی ﷺ نے میری طرف دیکھا، اور پھر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: إِنَّهَا أُخْتِي، وَقَدْ جَاءَتْ إِلَيَّ، فَأَكْرَمْتُهَا "آج میری بہن میرے دروازے پر آئی تھی، اس لیے میں نے اس کا اکرام (اس کی خاطر قاعدے بدل کر دیا)"۔

یہ الفاظ صرف جملے نہیں تھے، یہ وقت کے سینے پر کندہ کیے گئے وہ نقوش تھے، جو قیامت تک نہیں مٹیں گے۔ وہ لمحہ، جب ایک نبی، ایک سپہ سالار، ایک حکمران بہن کے لیے قاعدے بدل دیتا ہے، فیصلے بدل دیتا ہے، اور دنیا کو بتاتا ہے کہ رشتے کیا ہوتے ہیں۔ اور میں، میں اُس دن نہ صرف ایک بہن تھی، بلکہ ایک پوری امت کی آنکھوں میں عزت، محبت، اور رشتہ داری کی علامت بن گئی۔

تو بتاؤ... کیا میرے بھائی جیسا کوئی ہے؟ نہیں... ہر گز نہیں۔ محمد ﷺ جیسا بھائی، دنیا میں کوئی اور نہیں۔

جشنِ ولادتِ مصطفی ﷺ کے حقیقی تقاضے

از قرۃ العین زینب

تعارف

اسلام ایک ایسا دین ہے جو صرف عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو انسان کو فرد سے امت کی طرف لے جاتا ہے۔ اسلام ہمیں نہ صرف ایک عقیدے میں جوڑتا ہے، بلکہ ہمیں ایک دوسرے کے دلوں میں گھر کرنے، امیدوں کو جوڑے رکھنے اور ذمہ داریوں میں شریک ہونے کا درس بھی دیتا ہے۔ اس سال جب ہم نبی کریم، حضرت محمد مصطفی ﷺ کا 1500 واں یومِ ولادت منانے جارہے ہیں، تو یہ موقع محض ایک جشن منانے کا نہیں بلکہ ایک تجدید عہد کا موقع ہے۔ ایک ایسا عہد، جو ہمیں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ، تعلیمات اور پیغامِ وحدت کو اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔ آج کی دنیا میں جہاں مسلمانوں کو بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے، وہاں ہمارا یہ باہمی اتحاد ہی ہماری سب سے بڑی کامیابی اور اصل جشن ہے۔ خوشی ہو یا غم، جب ہم بطور ایک اُمت شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے تبھی چیلنج کا بہتر طور پر سامنا کرسکتے ہیں۔

یہ مضمون امتِ مسلمہ کے طور پر باہمی اتحاد و یگانگت کی قوت کو اجاگر کرتا ہے اور اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ یہی وحدت دراصل حقیقی جشن ہے جو ہمیں طاقت، سکون اور امید عطا کرتی ہے۔ مزید برآں اس اہم پہلو پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ ایک خاتون امت کی نشاۃ ثانیہ میں کس طرح مؤثر کردار ادا کرسکتی ہے۔

اتحادِ امت: ایک ناقابل شکست قوت

"اُمت" کا لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ایک جماعت یا قوم۔ اسلامی اصطلاح میں، یہ لفظ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کے مجموعے کو ظاہر کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان کے رشتے سے آپس میں جُڑے ہوئے ہیں۔ یہ تعلق، نسل، قومیت، زبان یا ثقافت کی تمام حدود سے ماوراء ہے۔ چاہے کوئی مسلمان دنیا کے کسی بھی حصے میں رہتا ہو یا کوئی بھی زبان بولتا ہو، وہ اس عالمگیر اسلامی خاندان کا حصہ ہے۔

قرآن مجید مسلمانوں کو اس اتحاد کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔۔۔۔" (آلِ عمران، ۳: ۱۰۳)

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ تفرقہ بازی ہماری اجتماعی قوت کو کمزور کر دیتی ہے۔ جب مسلمان متحد ہو جاتے ہیں، تو وہ ایک ایسی فصیل بن جاتے ہیں جسے کوئی دشمن عبور نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں، جس کا ایک حصہ تکلیف میں ہو تو سارا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے۔

اسلام میں جشن کا حقیقی مفہوم

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الحجرات، ۴۹: ۱۰)

یہ آیتِ مبارکہ محض ایک سادہ بیان نہیں بلکہ ایک جامع اور بامعنی پیغام پر مشتمل ہے، جو اہلِ ایمان کو باہمی اخوت، محبت و ہمدردی اور تقویٰ اختیار کرنے کی واضح ہدایت دیتی ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق قرار پائیں۔ جب مومنین ایمان کے جذبے کے تحت ایک دوسرے کی مدد، تعاون اور اصلاح کا فریضہ انجام دیتے ہیں، تو نہ صرف روحانی ارتقاء کے دروازے کھلتے ہیں بلکہ اس عمل سے انسانی تعلقات کی اہمیت اور معاشرتی ہم آہنگی بھی اجاگر ہوتی ہے۔

خوبصورت ماضی: متحد، فاتح امت

امتِ مسلمہ کی تاریخ درحقیقت ایک حسین اور منظم دستاویز کی مانند ہے، جو ایمان، عزم، اور اجتماعی اتحاد کی حقیقی، خوبصورت اور دلکش مثال پیش کرتی ہے۔ ایسے بے شمار مواقع ہماری تاریخ کا حصہ ہیں جب امت نے اتفاق، وحدت اور باہمی تعاون کے مظاہرہ کے ذریعے نہ صرف اپنی قوت کو منوایا

بلکہ نمایاں کامیابیاں بھی حاصل کیں۔ زیرِ نظر سطور میں چند ایسے تاریخی لمحات پیش کیے جا رہے ہیں جو امتِ مسلمہ کی وحدت، ہم آہنگی اور اجتماعی شعور کی درخشاں مثالیں ہیں۔

غزوۂ بدر — چٹان جیسا ایمان، دلوں کا اتحاد

معرکۂ بدر کی فتح محض عددی طاقت یا عسکری ساز و سامان کی بنیاد پر حاصل نہیں ہوئی، بلکہ اس کا اصل سبب ایمان کی پختگی اور اتحاد کی قوت تھی۔ ایک قلیل الافراد مگر باعزم جماعت نے صحرا کی تپش اور شدید حالات کے باوجود ایک کثیر التعداد اور طاقتور دشمن کا سامنا کیا۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ پر کامل یقین سے لبریز تھے، اور وہ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے۔ گویا ایک جسم کی مانند، یک جان و یک دل ہو کر صف آرا ہوئے۔ تمام تر ناموافق حالات اور آزمائشوں کے باوجود انہوں نے فتح حاصل کی۔ یہ تاریخی واقعہ اس ابدی حقیقت کی یاد دہانی کراتا ہے کہ جب خلوصِ ایمان اور اخوت کے جذبے سے سرشار ہو کر جدوجہد کی جائے تو شدید ترین معرکے بھی کامیابی سے سر کیے جا سکتے ہیں۔

فتح مکہ: ابرِ رحمت کا سماں

فتح مکہ کے بعد جب مسلمان مکہ مکرمہ کی جانب لوٹے، تو وہ غیظ و غضب یا انتقام کے جذبے کے تحت نہیں آئے، بلکہ وہ رحمت، عفو و درگزر اور کشادہ دلی کے ساتھ واپس آئے۔ نہ کوئی جنگ ہوئی، نہ بدلہ لیا گیا بلکہ عام معافی، درگزر اور محبت کے ساتھ سب کا خیر مقدم کیا گیا۔ یہ محض ایک عسکری فتح نہ تھی، بلکہ ایک ایسا لمحہ تھا جو زخموں کا مداوا بن گیا۔ اس واقعے نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ محبت، اتحاد اور رواداری ہی وہ ہتھیار ہیں جو دلوں کو جوڑتے ہیں۔

سنہری دور: یکجہتیِ افکار سے عالم کی تابندگی

تاریخ کے مختلف ادوار میں امتِ مسلمہ نے اپنی عظمت کا اظہار جنگ کے ذریعے نہیں، بلکہ حکمت، علم اور فکری بالیدگی کے ذریعے کیا۔ بغداد، قرطبہ اور قاہرہ جیسے شہر علمی و فکری مراکز بن گئے، جہاں علم کو خزانے کی مانند بانٹا جاتا تھا۔ علما، مفکرین اور ماہرین مختلف علوم میں یکجا ہو کر باہمی تعاون اور مشترکہ مقصد کے تحت سرگرمِ عمل رہے۔ یہ وہ دور تھا جب دل اور ذہن یکسوئی کے ساتھ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو گئے، گویا ایک ہی آسمان کے ستارے بن کر دنیا کو روشنی عطا کرنے لگے۔

یہ واقعات صرف ماضی کی دستاویزات نہیں بلکہ ہمارے لیے آئینہ ہیں جو ہمیں ہماری اصل شناخت دکھاتے ہیں۔ یہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ جب تک ہم باہم متحد ہیں تو کوئی بھی مشکل ہماری راہ کی

دیوار نہیں بن سکتی۔ خواہ حالات سازگار ہوں یا ناموافق، امتِ مسلمہ کی اصل قوت ہمیشہ اس کے باہمی اتحاد، اخوت اور محبت میں مضمر رہی ہے۔

آج کے دور میں اتحاد کی راہیں

آج کا عالمی منظر نامہ ہمیں تہذیبی، مسلکی، اور حتیٰ کہ خاندانی سطح پر بھی اختلاف، تفرقہ اور انتشار سے دوچار دکھائی دیتا ہے۔ تاہم، ہماری تابناک تاریخ میں پوشیدہ گراں قدر اسباق ہمیں نہ صرف مایوسی کے اندھیروں میں امید کی روشنی دکھاتے ہیں بلکہ ایک متحد، پرامن اور مضبوط امت کی تشکیل کے لیے واضح رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں۔

اس اجتماعی تعمیر واصلاح میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور مؤثر ہے۔ آپ سب ہی وہ مربیہ ہیں جو نسلوں کی فکری اور اخلاقی تربیت کی بنیاد رکھتی ہیں، آپ ہی وہ خاتون ہیں جو صبر، محبت اور احترام جیسے اوصاف کے ذریعے خاندانی نظام کو استحکام بخشتی ہیں۔ گھریلو ماحول میں ان اعلیٰ اقدار کو فروغ دے کر آپ ایسی مضبوط اساس فراہم کرتی ہیں جو امتِ مسلمہ کے اتحاد، ہم آہنگی اور اخوت کی ضامن بن جاتی ہے۔ نیز درج ذیل امور کو اپنانا بھی اتحاد کی راہوں کو ہموار کرے گا:

ا۔ شفقت وتعاون کو شعار بنائیں

اتحاد ویگانگت کا آغاز بظاہر معمولی مگر نہایت مؤثر شفیق رویّوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً ہمسائے کو خندہ پیشانی سے سلام کہنا، کسی ضرورت مند کی خبر گیری کرنا یا کسی دوست کی مدد کے لیے پیش قدمی دکھانا، یہ وہ عملی مظاہر ہیں جو معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا" : مسلمان وہ

ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ "اس حدیثِ مبارکہ میں ہمیں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کی تلقین کی گئی ہے جو محبت، تحفظ اور باہمی بھائی چارے پر قائم ہو۔

۲۔ چھوٹے اختلافات پر تقسیم سے اجتناب کریں

اکثر اوقات ہم معمولی فقہی یا ثقافتی اختلاف، جیسے نماز کا انداز، زبان یا لب و لہجہ کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کا شکار ہو جاتے ہیں، حالانکہ دینِ اسلام ہمیں ان عناصر پر توجہ مرکوز کرنے کی دعوت دیتا ہے جو ہمیں یکجا کرتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان، رسولِ رحمت ﷺ کی اطاعت، اور باہمی محبت۔

۳۔ نیکی کے کاموں میں باہمی اشتراک کو فروغ دیں

خواہ وہ فلاحی سرگرمی ہو، معاشرتی صفائی مہم ہو، یا کسی ہنگامی صورتحال میں امداد کی صورت ہو، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اشتراک، دلوں کو جوڑنے اور رشتوں کو مضبوط بنانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے " : نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ "(المائدہ: 2) ہر مشترکہ کوشش، امت کی وحدت کے فروغ کی جانب ایک مؤثر قدم ہے۔

۴۔ درگزر کو اپنائیں

انسانی فطرت میں خطا شامل ہے۔ ہم سب غلطیاں کرتے ہیں لیکن کدورت، غصہ اور رنجش دلوں کے درمیان دیواریں کھڑی کر دیتی ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ کی فتح مکہ کے بعد اعلانیہ معافی اس بات کی عملی دلیل ہے کہ آج ہم بھی معمولی اختلافات یا تلخ باتوں کو معاف کر کے معاشرتی ہم آہنگی کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔ درحقیقت، عفو و درگزر ہی وہ ذریعہ ہے جو اتحاد کی بنیاد کو مضبوطی عطا کرتا ہے۔

۵۔ سب کو دائرۂ محبت میں شامل کریں

کسی فرد کو تنہائی یا محرومی کا احساس نہ ہونے دیں خواہ وہ بچہ ہو، ضعیف العمر، نو مسلم، یا کسی مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والا شخص ہو، حقیقی اتحاد اسی وقت ممکن ہے جب ہر فرد خود کو جماعت کا فعال حصہ محسوس کرے۔ مسجد ہو، مجلس ہو یا گھریلو ماحول سب کے لیے جگہ، قبولیت اور محبت کا ماحول پیدا کیا جائے۔

۶۔ اتحاد کی تعلیم گھر سے شروع کریں

بنیادی تربیت کا سب سے مؤثر اور پائیدار مرکز گھر ہوتا ہے۔ بچوں کو آغاز ہی سے دوسروں سے محبت کرنا، عزت دوسروں کی بات سے سننا، اور اپنے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا سکھایا جائے۔ ایک مربوط و بااخلاق گھرانہ ہی دراصل ایک مضبوط، منظم اور متحد امت کی بنیاد بنتا ہے۔

امتِ مسلمہ میں اتحاد کے فروغ میں خواتین کا کلیدی کردار
خانگی سطح سے عالمی منظر نامے تک

جب ہم امتِ مسلمہ کے اتحاد، استحکام اور اجتماعی شعور کی بات کرتے ہیں تو خواتین کے کردار کو نظر انداز کرنا نہ صرف تاریخی حقائق سے انحراف ہے بلکہ اسلامی فہم و بصیرت کے منافی بھی ہے۔ خواہ ایک خاتون گھریلو سطح پر اپنے خاندان کی تربیت و پرورش میں مصروفِ عمل ہو، یا وہ پیشہ ورانہ میدان میں سماجی و علمی خدمات سرانجام دے رہی ہو—ہر صورت میں وہ درحقیقت اُس معاشرتی اساس تشکیل میں مصروف ہوتی ہے جس پر ایک مضبوط، متحد اور مہذب امت کی عمارت قائم کی جاتی ہے۔

عائلی نظام: روزمرہ محبت اور تربیت کی بنیاد پر امت کو جوڑنا

ایک خاتون جب اپنے گھر اور خاندان کی خدمت اور نگہداشت میں مصروفِ عمل ہوتی ہے، تو دراصل وہ عبادت کی ایک قابلِ تحسین صورت انجام دے رہی ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ عمل اکثر دنیا کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی حیثیت نہایت بلند و برتر ہے—کیونکہ وہ ایک باکردار، باایمان اور بااخلاق نسل کی پرورش کی بنیاد رکھتی ہے۔

اس کی روشن مثال اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ذاتِ مبارکہ ہے، جو نہ صرف نبی کریم ﷺ کی اولین زوجۂ محترمہ تھیں، بلکہ آپ ﷺ کے لیے ایک مضبوط سہارا، قلبی سکون کا ذریعہ اور اعتماد کا مینار تھیں۔ جب دنیا نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو ماننے سے انکار کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یقین، حوصلہ اور وفاداری کا پیکر بن کر آپ ﷺ کی ڈھارس بندھائی۔ جب آپ ﷺ تنہائی محسوس کرتے، وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی یاددہانی کراتیں۔ اُن کی محبت، شفقت اور قربانیوں سے آراستہ گھر، اسلامی معاشرت کی ابتدائی بنیاد بن گیا۔

اسی طرح، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت بھی ایک روشن مثال ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی، جنہوں نے کٹھن حالات اور مسلسل آزمائشوں کے باوجود استقامت، صبر اور وقار کے ساتھ نہ صرف اپنے گھر کی آبیاری کی، بلکہ ایک ایسی نسل کی تربیت کی جو تاریخِ اسلام کا افتخار بنی۔ ان کے عظیم فرزندان، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما، محض نسب کی نسبت سے نہیں بلکہ اپنی والدہ کی عظیم تربیت کی بدولت اسلامی تاریخ میں مثالی کردار بنے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی مثالی ہمت و استقامت

خواتین معاشرتی بندھن کی ایک نہایت اہم کڑی ہیں جو کسی بھی معاشرے کو متحد اور مربوط رکھتی

ہیں۔ امت مسلمہ میں خواتین کا یہ کردار ایک مضبوط معاشرہ کے قیام کے لیے جزو لاینفک ہے، جو بظاہر خاموش مگر انتہائی مؤثر اور اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا، جو کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ہیں، اس معاملے میں ایک قابلِ تقلید مثال ہیں۔ کربلا کے دردناک سانحے کے بعد، جس میں آپ نے اپنے بھائی، امام حسین رضی اللہ عنہ، اور متعدد قریبی رشتہ داروں کو شہید ہوتے دیکھا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا صبر و استقامت کا پیکر بن کر اپنے قبیلے اور امت کے ساتھ کھڑی رہیں۔ انہوں نے سخت حالات اور شدید مشکلات کے باوجود ظلم و جور کے خلاف نہایت دلیری اور حکمت کے ساتھ آواز بلند کی۔ ان کے بیان کردہ حقائق اور جرأتمندانہ الفاظ امت مسلمہ کے دلوں میں جذبہ و حوصلہ کی شمع روشن کرنے والے چراغ کے مانند تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے یہ واضح فرمایا کہ بعض اوقات ایک واحد پر اثر آواز ہی متعدد دلوں کو متحد کر کے ایک غیر معمولی قوت کا اظہار کر سکتی ہے۔

جب خواتین امت مسلمہ کی وحدت و اتحاد کے قیام کی ذمہ داری اٹھاتی ہیں تو ان کی ہمدردی، حکمت اور طاقت ایک روشنی بن کر راہِ ہدایت فراہم کرتی ہے۔ بلاشبہ، جب افراد اجتماعی محنت و یکجہتی کے ذریعے اپنے وسائل و صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں تو کام آسان اور نتائج زیادہ پائیدار و مؤثر ثابت ہوتے ہیں، اور یوں امت مسلمہ ہر قسم کی مشکلات اور چیلنجز کا مقابلہ قوی تر ہو کر کرتی ہے۔

اختتامی کلمات: وحدتِ امت۔ جشنِ حقیقی کی روح

اسلام میں حقیقی جشن اور مسرت کا مفہوم ظاہری زیب و زینت یا رسمی تقریبات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دراصل، حقیقی خوشی اس میں مضمر ہے کہ مسلمان ایک ملتِ واحدہ کی صورت میں باہم جڑے رہیں — ایک دوسرے کا سہارا بنیں، اخوت و محبت کا مظاہرہ کریں، اور باہمی شفقت و ہمدردی کے ذریعے ایک مستحکم اور پُرامن معاشرہ قائم کریں۔ جب امت باہمی اتحاد، رواداری اور ایثار کے ساتھ یکجان ہو جاتی ہے، تو وہ نہ صرف داخلی طور پر مضبوط ہو جاتی ہے بلکہ اقوامِ عالم کے لیے بھی ہدایت، رحمت اور استقامت کا مینار بن کر ابھرتی ہے۔ یہی ہے وہ اصل جشن — ایک ایسا روحانی اور فکری جشن جو ایمان، محبت اور یگانگت کی بنیاد پر استوار ہے؛ جو ہمیں ہمارے درخشندہ ماضی سے جوڑتا ہے اور ایک روشن مستقبل کی جانب رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

ایگرز 1500 ویں جشنِ ولادتِ خیر الانام ﷺ کے موقع پر بچوں کے اپنے پیارے آقا ﷺ کے نام خط

ساںگرہ کا تحفہ درودِ پاک دوں۔ کاش اگر آپ ﷺ میری بات کو سن لیں تو میں خوش ہو جاؤں گی۔ میں آپ ﷺ سے ملنے کے لیے تڑپتی ہوں اور اسی لیے آپ ﷺ کا ذکر کرتی رہتی ہوں۔ میں کینڈل کو آگ اس لیے جاتی ہوں، اور مرکز بھی اس لیے جاتی ہوں کہ آپکو سالگرہ مبارک کہہ سکوں جب ہمارے ٹیچر آکر ہمیں آپکی باتیں سناتی ہیں تو میرا دل کرتا ہے کہ آپ ﷺ سے ملوں۔ اب میں انشاءاللہ درود و نذر بن کر آپکو تحفہ دوں گی۔

آپکی محبت میں رہنے والی

انیسہ بتول

لاہور

16-Aug-2025 بروز ہفتہ

وہ جنکے لیے محفل کونین سجی ہے
فردوس بریں جنکے وسیلے سے سجی ہے

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں انیسہ بتول آپکو دل کی گہرائیوں سے آپکے ولادت کے پندرہ سو سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آپ تشریف لائے تو دنیا چمک گئی۔ جب بھی آپ کا ذکر ہوتا ہے تو مجھے پتہ چلا کہ آپ ﷺ بچوں سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ جب بھی آپ کا ذکر ہوتا ہے تو میرا دل کرتا ہے کہ میں آپ ﷺ ملوں اور آپ ﷺ سے ملنے کا حل یہ نکالا ہے میں اگر پندرہ ہزار درودِ پاک پڑھوں تو آپ ﷺ سے مل سکتی ہوں۔ میں آپ ﷺ کو

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

آقا جانِ عالم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی 1500 ویں سالگرہ پر آپ کو بہت بہت مبارکباد میں چاہتا ہوں کہ آپ قیامت والے دن اپنے ساتھ مجھے جنت میں لے کے جائیں۔ میں روزانہ آپ پر اور آپ کی پیاری اہلِ بیت پر درود پڑھتا ہوں، کبھی کم اور کبھی زیادہ۔ ہم آپ کی سالگرہ پر ایک کیک کاٹیں گے۔ آپ ضرور تشریف لائیے گا۔ ہم آپ کا انتظار کریں گے۔

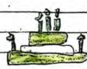

آنکھوں کا تارا نام محمد
دل کا اجالا نام محمد

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

آپ کا پیارا امتی: محمد حازم صدیقی

MEMO NO: ______
DATE / /

میرے پیارے نبی ﷺ

اسلام و علیکم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی 15th سالگرہ مبارک ہو۔ میں آپ ﷺ کو بتاتی ہوں میں آپ ﷺ پر ہر روز درودِ پاک بھیجتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میں آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں کے سامنے ایسے خواب میں دیکھوں۔ پیارے نبی ﷺ میں چاہتی ہوں کہ میں آپ ﷺ کو انشاءاللہ جنت میں سب سے اچھے مقام پر دیکھوں۔ میرا دل کرتا ہے کہ آپ ﷺ مجھے اپنے شہر مدینہ پاک میں بلوائیں اور میں ان گلیوں میں پھروں۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں کھیلوں۔ میں آپ ﷺ کی سالگرہ پہ بہت سی نعتیں بھی پڑھوں گی اور میں آپ ﷺ پر بہت سارا درود پاک بھی بھیجوں گی اور ڈھیر ساری خوشیاں بھی مناؤں گی اور میں آپ ﷺ کو دعوت دیتی ہوں کہ آپ ﷺ ضرور آئیے گا میں آپ ﷺ کا انتظار کروں گی۔

آپ ﷺ کی چھوٹی سی بیٹی عروج فاطمہ

ایگرز 1500ویں جشنِ ولادتِ خیرالانام ﷺ کے موقع پر
بچوں کے اپنے پیارے آقا ﷺ کے نام خط

پیارے آقا ﷺ!

السلام وعلیکم۔ حضور ﷺ سب سے پہلے تو میں آپ ﷺ کو سالگرہ مبارک کہتا ہوں۔ کافی دنوں سے میری کیفیت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی۔ چڑچڑا پن بہت زیادہ ہو رہا تھا۔ مگر جب میں نے آپ ﷺ کو خط لکھا تو بہتر محسوس ہونے لگا۔ مجھے پتا ہے کہ آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہیں کیونکہ میں نہ آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں اور نہ آپ ﷺ سے باتیں کرتا ہوں۔ جب میں آپ پر درود ہی نہیں بھیجتا تو آپ ﷺ کیا ہی میری قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ بس آپ ﷺ سے یہی ارض ہے کہ آپ ﷺ مجھے معاف کردیں۔

آپ ﷺ کا اُمتی

صبر علی

میرے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے نبی آپکی 1500 سالگرہ پہ آپ کو !!

HAPPY BIRTHDAY.

آپکی سالگرہ پہ ہم چراغ جلائیں گے۔ اور ہم کیک کاٹیں گے۔ آپ ضرور آنا ہم آپکا انتظار کریں گے۔

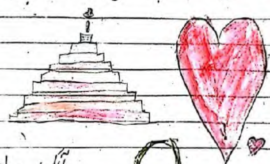

آپکی پیاری امتی گل

علی

پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو خط

السلام علیکم یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

پیارے آقا جی!

میرا نام عائشہ عثمان ہے میری عمر ۱۰ سال ہے میں ایک چھوٹی سی بچی ہوں لیکن میرا دل آپ کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔

میں آپ ﷺ کو آپ کی 1500ویں ولادت باسعادت پر مبارکباد پیش کرتی ہوں آپ ﷺ کی 1500ویں بابرکت سالگرہ کے موقع پر میرا دل محبت، شکرگزاری اور عقیدت سے لبریز ہے یارسول اللہ ﷺ میں نے کبھی آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن جب میں آپ ﷺ کی سیرت سنتی ہوں تو لگتا ہے جیسے آپ ﷺ میرے سامنے ہیں۔ کبھی کبھی جب میں رات کو سونے سے پہلے دُعا کرتی ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس ہوں اور میں آپ ﷺ سے باتیں کروں

یانبی ﷺ میں نے اپنے قبلہ حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب سے سُنا ہے کہ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلتے بھی تھے، انہیں اپنی پیاری دُعا بھی دیتے تھے۔ اُن کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کو بہت خوش کرتے تھے یارسول اللہ ﷺ کاش میں بھی اُس وقت ہوتی اور آپ ﷺ کے ساتھ کھیلتی۔ کاش میں مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں آپ کے ساتھ چلتی پھرتی اور آپ ﷺ کے ساتھ کھیل کھیل کر ہنستی۔ یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے۔

یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ ﷺ کی مسکراہٹ یاد آتی ہے حالانکہ میں نے دیکھی نہیں۔ لوگ کہتے ہیں آپ ﷺ کی مسکراہٹ چاند سے بھی زیادہ روشن تھی۔ میں سوچتی ہوں کاش ایک بار میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھتی اور آپ ﷺ مجھے اپنی مسکراہٹ دکھاتے۔

یانبی ﷺ میں چاہتی ہوں کہ جنت میں دوڑ کر آپ ﷺ کے پاس جاؤں اور کہوں "یارسول اللہ ﷺ! میں نے بچپن میں آپ ﷺ کو ایک خط لکھا تھا اور میں نے ساری زندگی آپ ﷺ کو یاد کیا تھا"۔

یا اللہ! اپنے پیارے نبی ﷺ کو میرا سلام پہنچا دے۔ مجھے روزِ قیامت ان ﷺ کے قریب رکھنا، حوضِ کوثر پر ان ﷺ کے ہاتھوں سے پانی پلانا اور جنت میں بھی ان ﷺ کے ساتھ جگہ دینا (آمین)

یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ آپ ﷺ میرے سب سے بڑے ہیرو ہیں۔ میری سب سے بڑی دعا یہی ہے کہ اللہ مجھے آپ ﷺ کے ساتھ رکھے، آپ ﷺ کے قریب رکھے اور مجھے آپ ﷺ کی اُمت کی نیک بچی بنائے۔

Happy Birthday to You!

ہمیشہ آپ ﷺ کی چھوٹی سی بیٹی

عائشہ

ایگرز 1500 ویں جشنِ ولادتِ خیرالانام ﷺ کے موقع پر بچوں کے اپنے پیارے آقا ﷺ کے نام خط

صلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

Asslam-o-alikum my dear prophet hazart muhmad Muhammad I am writing this letter from my heart even though you are not here still, I feel close to you when I write, I never saw you in this world but I love you deeply in my heart. Ya habiballah I think about all your efforts that you did for your ummah I think about all the pain and efforts you when through yet you were patient and Kind some times I wish I could hear your beautiful voice, smiles face I pray to allah that 1 day in Jannah I could come near you, and never leave your side and when I look at our self I feel diss a pointed all the hardwork you did for us every tear, every pain and you - sleep less nigh was for us I feel ashammed we have waisted your hardwork Please remember me on the day of judements I am weak I make mistakes.

Sending you my SALAM with love and longing. ♡

your follower

Eshaal fatima

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

دندان و لب و زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مشکِ ختن پھول

(امام احمد رضا)

فقہی مسائل

دارالافتاء تحریک منہاج القرآن

سوال نمبر: مرد اور عورت کی نماز میں کیا فرق ہے؟ خواتین کی نماز کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں، خاص طور سے سجدے کی حالت کیا ہو گی؟ کچھ لوگ ایک حدیث مبارکہ ’’صلّوا کما رایتمونی اصلی‘‘ (بخاری کتاب الأذان) کا حوالہ دے کر کہتے ہیں۔’’تم ایسے نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔‘‘ کہ مرد و عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، پلیز تفصیل سے جواب دیں میں بہت پریشان ہوں

جواب: قدرت نے مرد اور عورت میں بعض اوصاف مساوی رکھے ہیں اور بعض میں فرق رکھا ہے، چونکہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس لئے اس کے احکام میں بھی بعض میں مساوات اور بعض میں فرق رکھا ہے۔ جہاں جہاں فرق ہر ایک کو نظر آتا ہے، اس بارے ہر سلیم الفطرت آدمی سمجھتا ہے کہ اس سے بہتر صورت ممکن نہ تھی۔

علماء کا موقف

المرأة ترفع يديها حذاء منكبيها، وهو الصحيح لأنه أستر لها. (ابن ہمام، فتح القدیر، 1 : 246)

’’تکبیر تحریمہ کے وقت، عورت کندھوں کے برابر اپنے ہاتھ اٹھائے یہ صحیح تر ہے کیونکہ اس میں اس کی زیادہ پردہ پوشی ہے۔‘‘

فإن كانت إمرأة جلست على إليتها الأيسرى وأخرجت رجليها من الجانب الأيمن لأنه أستر لها.

(ابن ہمام، فتح القدیر، 1 : 274)

”اگر عورت نماز ادا کر رہی ہے تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف باہر نکالے کہ اس میں اس کا ستر زیادہ ہے۔“

والمرأة تنخفض في سجودها و تلزق بطنها بفخذيها لأن ذلك أستر لها. (مرغيناني، هدايه، 1 : 50)

”عورت اپنے سجدے میں بازو بند رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا دے کیونکہ یہ صورت اس کے لئے زیادہ پردہ والی ہے۔“

علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فأما المرأة فينبغي أن تفترش ذراعيها و تنخفض ولا تنتصب كإنتصاب الرجل و تلزق بطنها بفخذيها لأن ذلك أستر لها. (الكاساني، بدائع الصنائع، 1 : 210)

”عورت کو چاہیے اپنے بازو بچھا دے اور سکڑ جائے اور مردوں کی طرح کھل کر نہ رہے اور اپنا پیٹ اپنے رانوں سے چمٹائے رکھے کہ یہ اس کے لئے زیادہ ستر والی صورت ہے۔“

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ

انها تخالف الرجل في مسائل كثيرة.

”عورت کئی مسائل (چند) میں مرد کے خلاف ہے۔“

- عورت تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے گی۔
- آستینوں سے باہر ہاتھ نہیں نکالے گی۔
- سینے کے نیچے ہاتھ پہ ہاتھ باندھے گی۔
- رکوع میں مرد کی نسبت کم جھکے گی۔
- انگلیوں کو گرہ نہیں دے گی نہ انگلیاں زیادہ پھیلائے گی بلکہ ملا کر رکھے گی۔
- ہاتھ گھٹنوں کے اوپر رکھے گی۔
- گھٹنوں میں خم نہیں کرے گی۔
- رکوع و سجود میں گھٹنوں کو ملائے گی۔
- سجدے میں بازو زمین پر پھیلائے گی۔
- التحیات کے وقت دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھے گی۔
- مرد کی امامت نہیں کر سکتی۔
- نماز میں کوئی بات ہو جائے تو امام کو بتانے کے لئے تالی بجائے گی۔ سبحان اللہ نہیں کہے گی۔
- بیٹھتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے گھٹنوں سے ملائے گی/انگلیاں ملائے گی۔

- عورتوں کی جماعت مکروہ ہے مگر پڑھیں تو ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو گی آگے نہیں۔
- مردوں کے ہمراہ باجماعت نماز ادا کریں تو مردوں سے پیچھے کھڑی ہوں۔
- عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ادا کرے گی تو ادا ہو جائے گی۔
- عورت پر نماز عید واجب نہیں پڑھے گی تو ہو جائے گی۔
- عورت پر تکبیرات تشریق نہیں۔
- صبح کی نماز روشن کر کے پڑھنا عورت کے لئے مستحب نہیں۔
- جہری نمازوں میں جہری قراءت نہیں کریں گی۔
- عورت نماز میں سجدہ وقعدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی نہ کرے۔ یہ تمام تفصیل نماز کے حوالہ سے ہے ورنہ عورت اور مرد میں دیگر احکام میں بہت اختلاف ہے۔

(شامی، ردالمختار، 1 : 506)

والمرأة لا تجافی رکوعها وسجودها وتقعد علی رجلیها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذیها.

(شیخ نظام الدین وجماعة علماء هند، عالمگیری، 1 : 75)

”عورت رکوع اور سجدہ میں اعضاء کھول کر نہ رکھے، پاؤں پر بیٹھے، سجدہ میں اپنا پیٹ رانوں پر رکھے۔“

والمرأة تنحنی فی الرکوع یسیرا ولا تعتمد ولا تفرج أصابعها ولکن تضم یدیها وتضع علی رکبتیها وضعا وتنحنی رکبتیها ولا تجافی عضدتیها.

(شیخ نظام الدین وجماعة علماء هند، عالمگیری، 1 : 74)

”عورت رکوع میں کم جھکے، ٹیک نہ لگائے نہ انگلیاں کھلی رکھے، ہاتھوں کو بند رکھے اور گھٹنوں پر ہاتھ جما کر رکھے، گھٹنوں کو ٹیڑھا رکھے اور بازو دور نہ رکھے۔

عورت سجدہ میں کیسے ہو؟ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

عن علی رضی الله عنه قال اذا سجدت المرأة فلتحتفر ولتضم فخذیها.

(ابن ابي شیبه، المصنف، 1 : 241، الرقم: 2777)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے جب عورت سجدہ کرے تو سمٹ کر کرے اور اپنی ران (پیٹ اور پنڈلیوں) سے ملائے رکھے۔“

عن ابن عباس أنه سئل عن صلاة المرأة فقال تجتمع وتحتفر. (ابن ابی شیبه، المصنف، 1 : 241، الرقم: 2778)

"ابن عباس سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے فرمایا جسم کو سکیٹر کر اور سمٹا کر نماز ادا کرے۔"

عن مغيرة عن ابراهيم قال إذا سجدت المرأة فلتضم فخذيها و التضع بطنها عليها.

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 : 242، الرقم: 2779)

"جب عورت سجدہ کرتے تو اپنے ران جوڑ کر اپنا پیٹ ان پر رکھے۔"

عن مجاهد أنه كان يكره أن يضع الرجل بطنه على فخذيه إذا سجد كما تضع المرأة.

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 : 242، الرقم: 2780)

"(ابن عباس کے شاگرد) مجاہد کہتے ہیں مرد سجدہ میں اپنا پیٹ عورتوں کی طرح رانوں پر رکھے، یہ مکروہ ہے۔"

عن الحسن (البصری) قال المرأة تضم في السجود.

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 : 242، الرقم: 2781)

"عورت سجدہ میں سمٹ جڑ کر رہے۔"

عن إبراهيم قال إذا سجدت المرأة فلتلزق بطنها بفخذيها ولا ترفع عجيزتها ولا تجافى كما يجافى الرجل.

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 : 242، الرقم: 2782)

"جب عورت سجدہ کرے تو پیٹ اپنے زانوؤں سے ملائے اور اپنی پیٹھ (سرین) مرد کی طرح بلند نہ کرے۔"

عورت نماز میں کیسے بیٹھے ؟ احادیث کی روشنی میں

عن خالد بن اللجلاج قال كن النسآء يؤمرن أن يتربعن إذا جلسن في الصلوة ولا يجلسن جلوس الرجل على أوراكهن يتقي على ذلك على المرأة مخافة أن يكون منها الشی گ

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 : 242، الرقم: 2783)

"عورتوں کو نماز میں چوکڑی بھر کر (مربع شکل میں) بیٹھنے کا حکم تھا اور یہ کہ وہ مردوں کی طرح سرینوں کے بل نہ بیٹھیں تاکہ اس میں ان کی پردہ پوشی کھلنے کا ڈر نہ رہے۔"

عن نافع ان صفية كانت تصلى وهى متربعة.

(ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 : 242، الرقم: 2784)

"نافع سے روایت ہے حضرت سیدہ صفیہ نماز میں مربع شکل میں بیٹھا کرتی تھیں۔"

عورت کو رکوع و سجود میں جسم کھلا نہیں رکھنا چاہیے

قال إبراهيم النخعی كانت المرأة تؤمر إذا سجدت أن تلزق بطنها بفخذيها كيلا ترتفع عجيزتها ولا تجافی كما يجافی الرجل. (بیھقی، السنن الکبری، 2 : 223)

”ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں عورت کو حکم تھا یہ سجدہ کرتے وقت اپنا پیٹ رانوں سے ملائے رکھے تاکہ اس کی پیٹھ بلند نہ ہو۔ اس طرح بازو اور ران نہ کھولے جیسے مرد۔“

قال علی رضی الله عنه إذا سجدت المرأة فلتضم فخذيها.

(بیھقی، السنن الکبری، 2 : 222، الرقم: 3014)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عورت سجدہ میں سکڑ کر رہے اعضاء کو ملا کر رکھے۔“

عن ابی سعيد الخدری صاحب رسول الله عن رسول الله صلی الله عليه و آله وسلم أنه قال خير صفوف الرجال الاول و خير صفوف النساء الصف الأخر وكان يامر الرجال أن يتجافوا فی سجودهم يأمر النسآء أن ينخفضن فی سجودهن وكان يأمر الرجال أن يفرشوا اليسریٰ وينصبوا اليمنی فی التشهد ويأمر النسآء أن يتربعن وقال يا معشر النسآء لا ترفعن أبصاركن فی صلاتكن تنظرن إلی عورات الرجال.

(بیھقی، السنن الکبری، 2 : 222، الرقم: 3014)

”ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز میں مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکار مردوں کو نماز میں سجدہ کے دوران کھل کھلا کر رہنے کی تلقین فرماتے اور عورتوں کو سجدوں میں سمٹ سمٹا کر رہنے کی۔ مردوں کو حکم فرماتے کہ تشہد میں بایاں پاؤں بچھائیں اور دایاں کھڑا رکھیں اور عورتوں کو مربع شکل میں بیٹھنے کا حکم دیتے اور فرمایا عورتو! نماز کے دوران نظریں اٹھا کر مردوں کے ستر نہ دیکھنا۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا جلست المرأة فی الصلاة وضعت فخذها علی فخذها الاخریٰ وإذا سجدت الصقت بطنها فی فخذيها كأستر مايكون لها وإن الله تعالی ينظر إليها ويقول يا ملآئكتی أشهدكم إنی قد غفرت لها. (بیھقی، السنن الکبری، 2 : 222، الرقم: 3014)

”جب عورت نماز میں اپنا ایک ران دوسرے ران پر رکھ کر بیٹھتی ہے اور دوران سجدہ اپنا پیٹ

رانوں سے جوڑ لیتی ہے جیسے اس کے لئے زیادہ ستر والی صورت ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھ کر فرماتا ہے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر اس کی بخشش کا اعلان کرتا ہوں۔“

عن یزید بن أبی حبیب أن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مر علی إمرأتین تصلیان فقال إذا سجدتما فضمّا بعض اللحم إلی الأرض فإن المرأة لیست فی ذلك كالرجل.

(بیهقی، السنن الکبری، 2 : 223، الرقم: 3016)

”یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے والی دو عورتوں کے پاس سے گزرے۔ فرمایا جب تم سجدہ میں جاؤ تو گوشت کا کچھ حصہ زمین سے ملا کر رکھا کرو! عورت مرد کی طرح نہیں۔“

قلت لعطاء التشیر المرأة بیدیها كالرجال بالتكبیر؟ قال لا ترفع بذلك یدیها كالرجال وأشار أفخفض یدیه جدا وجمعهما إلیه وقال إن للمرأة هیئة لیست للرجل.

(عبد الرزاق، المصنف، 3 : 137، الرقم: 5066)

”میں نے عطا سے پوچھا کہ عورت تکبیر کہتے وقت مردوں کی طرح ہاتھوں سے اشارہ کرے گی؟ انہوں نے کہا عورت تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی، اشارہ سے بتایا عطاء نے اپنے ہاتھ بہت نیچے کئے اور اپنے ساتھ ملائے اور فرمایا عورت کی صورت مرد جیسی نہیں۔“

عطا کہتے ہیں:

تجمع المراة یدیها فی قیامها ما استطاعت

”عورت کھڑے ہوتے وقت نماز میں جہاں تک ہو سکے ہاتھ جسم سے ملا کر رکھے۔“

(عبد الرزاق، المصنفؒ، 3 : 137، الرقم: 5067)

حسن بصری اور قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

إذا سجدت المرأة فأنها تنضم ما استطاعت ولا تتجافی لکی لا ترفع عجیزتها.

(عبد الرزاق، المصنف، 3 : 137، الرقم: 5068)

جب عورت سجدہ کرے تو جتنا ہو سکے سمٹ جائے اعضاء کو جدا نہ کرے مبادا جسم کا پچھلا حصّہ بلند ہو جائے۔

كانت تؤمر المرأة ان تضع ذراعیها بطنها علی فخذیها إذا سجدت ولا تتجافی كما یتجافی الرجل. لکی لا ترفع عجیزتها.

(عبد الرزاق، المصنفؒ، 3 : 138، الرقم: 5071)

”عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ سجدہ کرتے وقت اپنے بازو اور پیٹ رانوں پر رکھے اور مرد کی طرح کھلا نہ رکھے تاکہ اس کا پچھلا حصہ بلند نہ ہو۔“

عن علی قال إذا سجدت المرأۃ فلتحتفر ولتلصق فخذيها ببطنها.

(عبد الرزاق، المصنفؒ، 3 : 138، الرقم:5072)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے جب عورت سجدہ کرے تو سمٹ جائے اور اپنے ران اپنے پیٹ سے ملائے۔“

جلوس المراءۃ (عورت کا بیٹھنا)

عن نافع قال كانت صفية بنت أبي عبيد إذا جلست في مثنى أو أربع تربعت.

(عبد الرزاق، المصنفؒ، 3 : 138، الرقم:5074)

صفیہ بنت ابو عبید جب دو یا چار رکعت والی نمازیں بیٹھتیں مربع ہو کر بیٹھیتں۔

عن قتادہ قال جلوس المرأۃ بين السجدتين متوركة على شقها الأيسر وجلوسها تشهد متربعة.

(عبد الرزاق، المصنف، 3 : 139، الرقم:5075)

”عورت دو سجدوں کے درمیان بائیں طرف سرینوں کے بل بیٹھے اور تشہد کے لئے مربع صورت میں۔“

پس عورت اور مرد مسلمان کی نماز کی ادائیگی میں کھڑا ہونے، رکوع و سجود اور بیٹھنے میں شرعاً فرق ہے۔ ہر چند کہ ایسا کرنا فرض و واجب میں شامل نہیں۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام وتابعین، محدثین، فقہائے امت سے جب معتبر کتابوں کے حوالہ سے یہ فرق ثابت ہے اور امام بخاری و مسلم اور دیگر محدثین کے استاذ امام الحدثین حضرت امام عبد الرزاق اور دوسرے اکابر محدثین و فقہائے امت کی تصریحات، روایات تحقیقات سے بھی یہ فرق ثابت ہو رہا ہے۔ عقل و نقل کی رو سے یہ فرق ثابت ہے تو اس پر عمل کرتے رہیں۔ یہی راہ مستقیم وہدایت حق ہے۔

شریعت کا منشاء یہی ہے اور یہ عورت کے وقار، عزت، احترام اور ستر کا تقاضا بھی ہے۔ یہی اسلامی طریقہ ہے، مرد اور عورت کی نماز میں یہ فرق نہایت مناسب اور معنوی ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کی خصوصیات کا ہر جگہ خیال ولحاظ رکھا ہے۔ ان کی خلاف ورزی اور وہ بھی بلا دلیل شرعی مسلمان کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم دکھائے، سمجھائے اور اس پر چلائے۔

گلدستہ

آپ ﷺ کے پسندیدہ کھانے، خوشبو اور لباس

مرتبہ: سحر عنبرین

محمد عربی کآبروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

محمد عربی ﷺ کی ذات گرامی آبروئے دو عالم ہے جسے آپ کے در کی خاک بننے میں فخر نہیں اس کے سر پہ خاک۔

آقا ﷺ کے پسندیدہ اخلاق

صدق و سچائی: رسول اللہ ﷺ کو بعثت سے پہلے ہی "الصادق الامین" کہا جاتا تھا۔

حدیث: "تم پر سچائی لازم ہے، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الأدب، حدیث 6094)

حیا: حدیث: "حیا ایمان کا حصہ ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث 9)

نرمی اور رحمت: قرآن: "اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (سورۃ الانبیاء، آیت 107)

حدیث: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے حق میں سب سے بہتر ہوں۔" (سنن ترمذی، حدیث 3895)

عفو و درگزر: قرآن: "اور (اے نبی ﷺ) درگزر کی روش اختیار کیجیے اور نیکی کا حکم دیتے رہیے۔" (سورۃ الاعراف، آیت 199)

حدیث: "جو شخص معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر، حدیث 2588)

تواضع (انکساری): حدیث: "جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث 2588)

آقا علیہ السلام کے پسندیدہ رنگ اور لباس

۱۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کا سب سے پسندیدہ لباس قمیص (کُرتا) تھا۔" (سنن ابی داود، کتاب اللباس، حدیث: 4025)

۲۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں سب سے زیادہ سادہ لباس پہننا اور سفید کپڑے پسند تھے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 2810) (سنن ابی داود، حدیث: 4061)

۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف چند جوڑے ہوتے تھے، جب ایک دھلنے کو جاتا تو دوسرا پہن لیتے۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث: 3606)

آقا علیہ السلام کی پسندیدہ خوشبو

ترجمہ: محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! نبی کریم ﷺ مردانہ خوشبو مشک و عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے۔

(سنن نسائی، کتاب الزینۃ، ج 8، ص 151 بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو مشک وعنبر سے بڑھ کر تھی، جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث مبارک میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک سفید چمکدار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے تھے، میں نے کسی مشک یا عنبر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔ (الصحیح لمسلم، ترکی)

آقا علیہ السلام کے پسندیدہ کھانے

گوشت: آپ ﷺ کو گوشت پسند تھا، خصوصاً دُنبے کے شانے (بکری/دنبہ کی دستی) زیادہ پسند تھے۔ حدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الذِّرَاعَ.

(صحیح بخاری، حدیث: 5415)

شہد، حلوہ اور میٹھا کھانا: آپ ﷺ کو میٹھے کھانے پسند تھے۔ حدیث: جیسا اوپر آیا: "كَانَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ"۔

(بخاری، 5431)

کھجور: آپ ﷺ کو کھجوریں بہت پسند تھیں اور مختلف طریقوں سے کھاتے۔ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیتٌ لا تمر فیه جیاعٌ اہلہ" یعنی "وہ گھر جس میں کھجور نہ ہو، اس کے لوگ بھوکے رہیں گے۔"

(صحیح مسلم، حدیث: 2046)

آقا علیہ السلام کے پسندیدہ صحبت اور ناپسندیدہ صحبت معہ حوالہ

آقا علیہ السلام کی زندگی ہمیں یہ واضح تعلیم دیتی ہے کہ انسان کی صحبت (دوستی و نشست) اس کے دین و کردار پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اسی لیے حضور اکرم ﷺ نے پسندیدہ اور ناپسندیدہ صحبت کے بارے میں واضح ارشادات فرمائے ہیں۔

پسندیدہ صحبت: نیک اور صالح لوگوں کی صحبت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔" (سنن ابی داؤد، حدیث: 4833 / جامع ترمذی، حدیث: 2378)

اس سے معلوم ہوا کہ صالح اور متقی لوگوں کی صحبت پسندیدہ ہے تاکہ ان کے اخلاق و اعمال سے ایمان مضبوط ہو۔

ا۔ذکرِ الٰہی اور علمِ دین کی مجلسیں:فرمایا:"جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو ان میں بیٹھ جاؤ۔"صحابہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟"

فرمایا: "ذکر کی مجالس۔"(مسند احمد، حدیث: 11998 / ترمذی، حدیث: 3510)

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔"اس سے معلوم ہوا کہ صالح اور متقی لوگوں کی صحبت پسندیدہ ہے تاکہ ان کے اخلاق و اعمال سے ایمان مضبوط ہو۔(سنن ابی داؤد، حدیث: 4833 / جامع ترمذی، حدیث: 2378

۲۔ علما اور اہلِ ذکر کی صحبت:قرآن میں فرمایا گیا:"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"(سورۃ التوبہ، آیت: 119)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سچوں، نیکوں اور اہلِ ایمان کی صحبت اختیار کرنا اللہ کو پسند ہے۔

۳۔ اہلِ خیر اور سخی لوگوں کی صحبت:آپ ﷺ نے فرمایا:"سخی قریب ہے اللہ کے، قریب ہے جنت کے، قریب ہے لوگوں کے اور دور ہے جہنم سے، اور بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم کے قریب ہے۔"(جامع ترمذی، حدیث: 1961)اس سے ظاہر ہے کہ سخی اور نیک دل لوگوں کی صحبت باعثِ خیر ہے۔

۴۔ ذکر و دعا کرنے والوں کی صحبت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں گھومتے ہیں، جو ذکر کرنے والوں کی تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ ذکر کرنے والوں کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں: آؤ! جو تم ڈھونڈ رہے تھے وہ مل گیا۔"(صحیح بخاری، حدیث: 6408 / صحیح مسلم، حدیث: 2689)اس سے واضح ہے کہ ذکر کرنے والوں کی مجلس اللہ اوراس کے حبیب ﷺ کو بہت پسند ہے۔

معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ

تحریر: ارشاد اقبال اعوان

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر معجزات کا بیان اور "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کے بارے میں پائے جانے والے مغالطے کا ازالہ

جب کائنات کی تاریکیوں میں شرک و باطل کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، جب انسانیت ظلم و جبر کے بوجھ تلے دبی ہوئی تھی، تب اللہ ربّ العزت نے اپنے محبوب رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس دنیا میں رحمت و نور بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت محض ایک شخصیت کی آمد نہیں تھی بلکہ یہ تاریخِ انسانی کا سب سے بڑا انقلاب اور کائنات کے نصیب بدلنے کا ظہور تھا یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت زمین و آسمان پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جنہوں نے اعلان کر دیا کہ اب باطل کے اندھیروں کا خاتمہ اور نورِ حق کا ظہور ہونے والا ہے۔ لیکن دوسری طرف کچھ لوگ "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

کو بنیاد بنا کر حضور ﷺ کی عظمت اور حقیقت کو عام انسانوں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مغالطہ ہے جسے قرآن و حدیث کے دلائل سے دور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ امت محمدیہ ﷺ اپنے نبی مکرم ﷺ کی شان و مقام کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔

تاریخِ انسانی کے اوراق پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ انسانی میں ایسا عظیم الشان واقعہ کبھی رونما نہیں ہوا، جیسا کہ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کا بابرکت لمحہ۔ یہ وہ ساعت تھی جس کے انتظار میں کائنات کے ذرے ذرے نے صدیوں سانسیں گنی تھیں۔ جب یہ گھڑی آئی تو گویا زمین و آسمان میں خوشی اور مسرت کی ایک بے مثال لہر دوڑ گئی۔ فضائے آسمان رحمت کے انوار و تجلیات سے جگمگا اٹھی، اور زمین نے اپنے دامن کو بہار کی رنگینیوں اور خوشبوؤں سے آراستہ کر لیا۔ سمندروں کی موجیں ترنم میں جھوم اٹھیں، ہوائیں خوشبو بن کر بہنے لگیں، اور مخلوقاتِ ارض و سما نے اپنے اپنے انداز میں اس نورانی آمد کا استقبال کیا۔

یہ کوئی عام ولادت نہ تھی، بلکہ یہ ربِ کائنات کے حبیب، برگزیدہ اور حبیب مکرم و رسول ﷺ کی تشریف آوری تھی، جنہیں خالقِ حقیقی نے صرف ایک قوم یا ایک زمانے کے لیے نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا عالمِ انسانیت نورِ ہدایت سے منور ہو گیا، ظلم و جبر کی صدیوں پر محیط رات دم توڑ گئی اور عدل، محبت اور امن کا سورج طلوع ہو گیا۔

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی رات کے غیر معمولی واقعات تفصیل و پس منظر

نور کا ظہور:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: "جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے شام کے شہر بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔"

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج1، ص109؛ البدایہ والنہایہ، ج2، ص265)

یہ واقعہ اس بات کی علامت تھا کہ جس ہستی کی آمد ہو رہی ہے، وہ محض عرب کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے ہدایت و رحمت کا سرچشمہ بنیں گے۔ شام کا ذکر خاص اس لیے ہوا کہ مستقبل میں وہاں بڑے علمی مراکز، جہاد کے محاذ اور اسلامی حکومت کے اہم دارالحکومت قائم ہوئے۔

یہ نور ظاہری بھی تھا اور باطنی بھی؛ ظاہری طور پر معجزہ تھا اور باطنی طور پر ایمان، علم، عدل اور ہدایت کا نور تھا جو آنے والے زمانوں میں مشرق و مغرب کو منور کرنے والا تھا۔

کسریٰ کے محل کے کنگروں کا گرنا—فارس کی سلطنت کے زوال کی علامت:

فارس کا بادشاہ کسریٰ اس وقت دنیا کی دو بڑی سلطنتوں میں سے ایک کا حکمران تھا۔ اس کے محل کے چودہ بلند و بالا کنگرے اس رات اچانک گر گئے۔

فارس کے آتش کدہ کا بجھ جانا:

ایک ہزار سال سے جلتی آگ کا ایک لمحے میں ختم ہو جانا، گویا باطل کی شکست کا اعلان تھا۔ ایران کے شہر فارس میں ایک عظیم آتش کدہ تھا جو زرتشتی مذہب کے پیروکاروں کے لیے قبلہ و مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی حفاظت پر مستقل پہرے ہوتے اور یہ ان کے مذہب کی روحانی علامت تھا۔ ولادتِ مصطفی ﷺ کی رات وہ آگ یک دم بجھ گئی یہ منظر محض ایک عجیب اتفاق نہیں بلکہ الٰہی اشارہ تھا کہ باطل کے بڑے بڑے قلعے ایک لمحے میں زمین بوس ہو سکتے ہیں، اور توحید کا پیغام تمام باطل معبودوں کو مٹا دے گا۔

(البدایہ والنہایہ، ج2، ص273)

جو فارس کی سلطنت کے زوال کی علامت تھے۔

آتش کدہ فارس بجھ گیا جو ہزاروں برس سے مسلسل جل رہا تھا، یہ باطل پرست نظام کے خاتمے کا اعلان تھا

فارس کے آتش پرست ہزاروں برس سے اپنی مذہبی عبادت گاہ میں مسلسل جلارہے تھے۔ ان کے عقیدے کے مطابق یہ آگ ان کے خدا کا مظہر اور ان کی سلطنت کی طاقت و بقا کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ لیکن عین وقتِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ یہ آگ اچانک بجھ گئی۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ ایک کھلا پیغام تھا کہ باطل پرستی اور شرک پر قائم تہذیب اب زوال پذیر ہے اور ایک ایسا رسول دین اور ایک ایسا نظام آنے والا ہے جو توحید، عدل اور انسانیت کی فلاح پر قائم ہوگا۔ گویا آتش کدہ کے بجھنے نے اعلان کر دیا کہ باطل کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور حق کا آفتاب طلوع ہونے والا ہے۔ اب دنیا کی ظالم و جابر حکومتوں کے بجائے عدل و انصاف پر مبنی مصطفوی نظام آنے والا ہے۔

بحیرہ ساوہ کا خشک ہونا:

ایک تاریخی جھیل کا اچانک ختم ہو جانا، جو ایک عظیم تغیر کا اشارہ تھا۔ ساوہ (ایران) کے قریب ایک جھیل تھی جسے عوام تقدس کی نظر سے دیکھتے، اس کے پانی کو شفاء اور برکت کا ذریعہ سمجھتے اور بعض اسے پوجتے بھی تھے۔ یہ جھیل صدیوں سے موجود تھی مگر ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی رات اچانک خشک ہو گئی۔ یہ واقعہ اس بات کا واضح اعلان تھا کہ اب انسانوں کے تراشے ہوئے بتوں اور باطل معبودوں کی حکمرانی کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو رہا ہے۔ فطرت نے اپنی زبان میں گواہی دی کہ اب وہ دور آغاز پارہا ہے جس میں بندگی صرف اور صرف خالقِ کائنات کے لیے مخصوص ہوگی۔

یہ سب نشانیاں اس حقیقت کو آشکار کر رہی تھیں کہ دنیا اب ایک نئے عہدِ نورِ ہدایت میں داخل ہو رہی ہے، جہاں قیادت و رہنمائی کا تاج صرف نبی رحمت محمد ﷺ کے سرِ انور پر سجنے والا ہے، اور انسانیت کو ظلمت سے نکال کر ہدایت و توحید کے آفاقی سفر پر گامزن کیا جانا ہے۔ فطرت کی زبان میں یہ اس بات کی گواہی تھی کہ اب انسانوں کے تراشے ہوئے معبود نہیں بلکہ خالقِ کائنات کی بندگی کا دور شروع ہوگا۔

(البدایہ والنہایہ، ج2، ص273)

یہ واقعہ گویا اعلانِ قدرت تھا کہ اب دنیا کو خرافات اور شرک کی اندھی وادیوں سے نکال کر توحید و ایمان کے روشن راستے پر لایا جائے گا۔ یہ جھیل ان عقائد کی علامت تھی جن کی بنیاد وہم و گمان پر تھی، اور اس کا خشک ہونا گمراہی کے اختتام اور حق کے آغاز کی بشارت تھا۔

یہ تمام واقعات مل کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد محض ایک عام انسانی پیدائش نہیں تھی، بلکہ ایک نئے روحانی دور کا آغاز تھا۔

قرآنِ مجید نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت اور مقام کے بارے میں فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ"*(التوبہ:128)

ترجمہ بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم رسول تشریف لائے، تمہارا تکلیف میں پڑنا ان پر شاق گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے لیے بہت حریص ہیں، ایمان والوں پر نہایت شفیق نہایت مہربان ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا"*(الاحزاب:45-46)

ترجمہ (عرفان القرآن): اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنایا ہے، اور اللہ کی طرف اُس کے اذن سے بلانے والا اور روشن چراغ بنایا ہے۔

یہ آیات بتاتی ہیں کہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری جسم میں انسان ہیں، مگر آپ کی حقیقت، نورانیت اور مرتبہ عام انسانوں سے بلند و بالا ہے۔

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کا صحیح مفہوم

یہ آیت (الکہف:110) کو سیاق و سباق سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کفارِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی فرشتے کے آنے یا آسمان سے خزانے اترنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمانی اعتبار سے بشر ہیں، تاکہ امت آپ سے انس و قرب محسوس کرے، لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا:

يُوحَىٰ إِلَيَّ" مجھ پر وحی کی جاتی ہے"

یعنی جسمانی بشریت میں مشابہت ہے، لیکن وحی، علمِ لدنی، عصمت، معجزات اور نورانیت میں کوئی انسان آپ ﷺ کا ہم پلہ نہیں۔

اکابرینِ امت کے حوالہ جات

امام فخر الدین رازی (تفسیر کبیر، تحت آیت الکہف:110):

"مثلکم" کا مطلب جسمانی ساخت میں مشابہت ہے، نہ کہ فضائل و کمالات میں۔ آپ ﷺ کی حقیقت عام انسان سے ماورا ہے۔

امام قرطبیؒ (الجامع لأحکام القرآن)

"بشری لباس اس لئے بھیجا تا کہ امت آپ سے مانوس ہو، ورنہ آپ کے مقام کو کوئی بشر نہیں پہنچ سکتا۔ نور و بشریت کا حسین امتزاج:

حضور ﷺ کی شخصیت ایک ایسا حسین امتزاج ہے جس میں بشریت اور نورانیت دونوں پہلو جلوہ گر ہیں۔ بشریت کا پہلو امت کے لیے عملی نمونہ ہے جبکہ نورانیت کا پہلو آپ ﷺ کی الوہیت سے قربت اور اللہ تعالیٰ کی خاص عطا کا مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے: "ما رأیت شیئاً أحسن منہ ﷺ" (ہم نے آپ ﷺ سے حسین تر کوئی شے نہیں دیکھی)۔

قاضی عیاض (الشفاء):

"آپ ﷺ کی بشریت عام بشریت کی طرح نہیں، بلکہ آپ نور اور بشر دونوں کا جامع کمال ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا 'أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي'

امام آلوسی (روح المعانی):

آپ ﷺ کی حقیقت نورانی ہے، بشریت کا عنصر صرف ظاہر میں ہے، باطن میں آپ سراسر نور اور رحمت ہیں۔

حاصل کلام

لہٰذا، ولادتِ مصطفی ﷺ کا موقع محض ایک انسانی پیدائش نہیں بلکہ ایک عظیم ربانی معجزہ ہے، جس کی گواہی تاریخ، قرآن اور محدثین نے دی۔ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ محض اللہ ہمارے جیسے انسان ہیں، بلکہ یہ کہ آپ ﷺ ظاہری بشری صورت میں ہماری طرح ہیں، مگر مرتبہ، فضائل، علم، عصمت اور نورانیت میں لا محدود فرق رکھتے ہیں۔ یہی عقیدہ و اکابرین وسلف و صالحین کا اجماعی موقف ہے اور تقاضہ ایمان ہے۔ یوں ولادتِ مصطفی ﷺ کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات نے یہ اعلان کر دیا کہ اب ظلم و باطل کی سیاہ رات کا خاتمہ اور حق و ہدایت کے سورج کا طلوع ہونے والا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عام انسان نہیں بلکہ اللہ کے برگزیدہ، نورِ مجسم اور تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کا مطلب آپ ﷺ کی بشریت کو عام انسانوں پر قیاس کرنا نہیں بلکہ آپ کی نبوت، رسالت اور انفرادیت کو اجاگر کرنا ہے۔

آج بطورِ امت ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ولادتِ مصطفی ﷺ کے پیغام کو صرف جشن و خوشی تک محدود نہ رکھیں، بلکہ اسے تجدیدِ دین اور اقامتِ دین کی جدوجہد سے جوڑیں۔ جب باطل کے ایوان لرز گئے اور آتش کدے بجھ گئے تو یہ اعلان تھا کہ اب دنیا میں نظامِ مصطفوی قائم ہونا ہے۔ لہٰذا آج ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں نافذ کریں، اس کی تجدید اور احیاء کی تحریک کا حصہ بنیں، اور اپنی فکر، کردار اور جدوجہد کے ذریعے دنیا کو پھر سے نورِ محمدی ﷺ سے منور کریں۔

THE PROPHET'S ﷺ LOVE FOR CHILDREN

HADIA KHAN

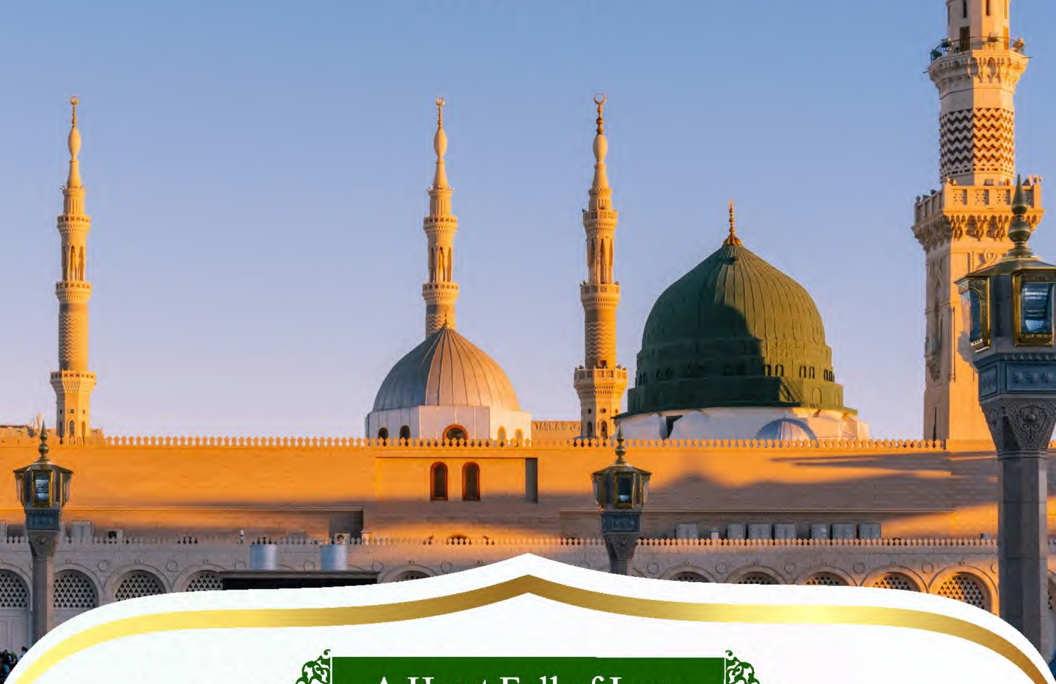

A Heart Full of Love

Long ago, in the golden deserts of Arabia, lived the kindest and most gentle man the world has ever known — Prophet Muhammad ﷺ. He was not only a messenger of Allah but also a loving grandfather, a patient teacher, and a warm-hearted friend.

One of the most beautiful parts of His life was how He (ﷺ) treated children — with love, attention, and gentleness. He (ﷺ) didn't speak down to them or ignore them. Instead, He (ﷺ) saw children as important souls with feelings, ideas, and dreams.

Let's explore how the Prophet ﷺ showed His love for children — not just with words, but through His actions that still inspire young hearts today.

A Smile for Every Child

There was a young boy named Abu 'Umayr who had a little pet bird called Nughayr. When the bird died, the boy felt very sad. Most grown-ups might have brushed it off — but not the Prophet ﷺ. He gently came to the boy, sat with him, and asked in a warm, caring voice:

"O Abu 'Umayr! What happened to the Nughayr?" (Sahih al-Bukhari, 6203; Sahih Muslim, 2150)

Even though the Prophet ﷺ was busy guiding an entire nation, he made time to comfort a child over the loss of a pet. We see from this that no feeling is too small, and every child matters. When someone truly cares, they notice the things that others might ignore — just like the Prophet ﷺ did.

The Prophet ﷺ and His Grandchildren

The Prophet ﷺ dearly loved His grandsons Hasan and Husayn (رضي الله عنهما). He (ﷺ) would often kiss them, carry them on His shoulders, and play with them.

One day, while He (ﷺ) was leading the prayer, little Husayn (رضی اللہ عنہ)ran into the masjid and climbed onto the Prophet's ﷺ back during sujood. Instead of getting upset or rushing the prayer, the Prophet ﷺ stayed in sujood until Husayn (رضی اللہ عنہ) finished playing. Afterward, he gently explained:

"My grandson climbed on my back, and I did not want to hurry him." (Al-Nasaa'i, (1141))

This shows us that love and patience were part of the Prophet's ﷺ worship. Even in moments of seriousness, he made space for a child's joy. From this, we learn that being close to Allah also means being kind and gentle to others — especially children.

A Dua for a Young Heart

When the young boy Anas bin Malik (رضي الله عنه) came to live and serve the Prophet ﷺ, he was only 10 years old. He stayed with the Prophet ﷺ for 10 years and later said:

"The Prophet ﷺ never once said to me 'Uff' (a word of frustration), and He (ﷺ) never asked me, 'Why did you do that?'" (Sahih al-Bukhari, 6038)

One day, the Prophet ﷺ made a beautiful dua for him:

"O Allah, increase him in wealth and children, and bless him in what You give him." (Sahih al-Bukhari, 1982)

Anas (رضی اللہ عنہ) lived a long, blessed life and had over 100 descendants — a clear sign of the Prophet's ﷺ love being accepted by Allah.

Through this, we see how the Prophet ﷺ uplifted young people not by scolding them, but by making dua for their success. Encouragement and prayers can shape a child's future, and the Prophet ﷺ teaches us that a kind word can last a lifetime.

A Ride of Love and Fairness

On one occasion, the Prophet ﷺ let both of his grandsons, Hasan and Husayn (رضی اللہ عنہما), ride on His camel. As they rode happily, He (ﷺ) looked at them with deep love and said:

"O Allah, I love them, so love them too." (Sahih al-Bukhari, 3749; Sahih Muslim, 2421)

He (ﷺ) gave both of them equal attention, made dua for both, and showed no favoritism — even though He (ﷺ) loved them dearly.

From this, we learn the beauty of fairness. When we love people, it's important to be just and treat them equally, especially when they are young. The Prophet ﷺ shows us that fair love strengthens bonds, and that children thrive in a world where no one is left behind.

Tears of Mercy

One day, a child became very ill, and the Prophet ﷺ went to visit the family. When the child passed away, the Prophet ﷺ wept.

A companion, surprised to see tears, asked him, "O Messenger of Allah, even you cry?"

The Prophet ﷺ replied: "This is mercy that Allah has placed in the hearts of His servants. And Allah shows mercy to those who are merciful." (Sahih al-Bukhari, 1284; Sahih Muslim, 923)

These gentle tears remind us that being emotional is not a weakness — it is a reflection of a soft heart, something Allah loves. The Prophet ﷺ didn't hide his feelings. Instead, he showed us that true strength lies in compassion.

The Prophet ﷺ and the Boy Who Lost His Father

After the Battle of Uhud, many families in Madinah were grieving. Among them was a young boy who had lost his father — a brave man who had died protecting the Prophet ﷺ.

As the boy walked through the streets, he saw other children laughing and running into the arms of their fathers. He stood silently in the corner, tears welling up in his eyes.

The Prophet Muhammad ﷺ noticed him and gently approached.

The boy, unable to hold back his sadness, said:

"My father is gone... I have no one."

Hearing this, the Prophet ﷺ's heart filled with sorrow. He (ﷺ) knelt down, wrapped the boy in his arms, and said softly:

"Would you not be happy that I am your father, and Aisha (رضی اللہ عنہا) your mother?"

From that moment, the Prophet ﷺ cared for the boy like his own child — giving him love, attention, and warmth to help fill the space his father had left behind.

We see from this story how the Prophet ﷺ didn't just feel sorry for the orphan — he became a source of strength for him. He didn't offer only words, but his presence, his time, and his love.

This story shows that you are never forgotten, even in your sadness. Someone as noble as the Prophet ﷺ noticed and lifted a little boy's heart.

It is a reminder to be the kind of person who not only sees sadness — but steps in to fill it with compassion. The Prophet ﷺ showed us that true greatness lies in caring for those who feel alone.

A Final Message for Children

Dear child, when you:

- Share your toys,
- Help your parents,
- Hug a sad friend,
- Or smile at someone who needs it...

...you are following the Sunnah of the Prophet Muhammad ﷺ. Every small act of kindness you do brings you closer to Him — and to Allah.

Remember: the Prophet ﷺ didn't just teach with books or rules. He taught with love, actions, and his gentle heart.

A Thought for Adults

To all parents, teachers, and caregivers:

The Prophet ﷺ never waited for children to become adults before honoring their feelings. He listened, he played, he prayed — and he made children feel seen.

If we wish to raise a generation that loves the Prophet ﷺ, we must first love children like He (ﷺ) did — with time, patience, and mercy.

The Sunnah of a Gentle Heart

The life of the Prophet ﷺ is filled with light — and among its brightest beams is his love for children. These aren't just stories from history; they are roadmaps for today.

We see from his every action that children are a trust and a gift. And through every smile, prayer, and patient gesture, he showed us how to protect that trust.

So whether you are a child trying to do good, or a grown-up trying to guide — take His love as your guide.

"And We have not sent you (O Muhammad) except as a mercy to all the worlds." — Qur'an, 21:107

سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی گراں قدر تصانیف

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
SEP-2025
LAHORE
Regd CPL No.45

Minhaj University Lahore

Raasta Exposure ka

ADMISSIONS FALL '25

Apply Now

ADP

- Information System &Technology Management
- Accounting and Finance
- Artificial intelligence
- Arts
- Bioinformatics
- Business Administration
- Commerce
- Computer Science
- Cyber Security
- Data Science
- Digital Marketing
- English
- Information Technology
- Political science

BS PROGRAMS

- B. Com
- B.Sc Chemical Engineering
- B.Sc Electrical Engineering
- Financial Technology
- BBA
- Accounting and Finance
- Artificial Intelligence
- Biology
- Business Analytics
- Chemistry & Industrial Entrepreneurship
- Computational Plant Sciences
- Computer Science
- Cyber Security
- Data Science
- Defence and Strategic Studies
- Digital marketing
- Ecommerce
- Economics & Data Science
- Economics & Financial Technology
- Electronics and Computing
- English
- Environmental Science
- Information System & Technology Management
- Information Technology
- Islamic Banking & Financial Technology
- Mathematics & Data Science
- Governance and Public Policy
- Political Science & Economics
- Political Science & History
- Statistics & Data Science
- LLB

MS/MPHIL PROGRAMS

- Accounting and Finance
- Applied Psychology
- Botany
- Chemistry
- Computer Science
- Economics
- English (Applied Linguistics)
- English (Literature)
- History
- Management Science
- Mathematics
- Pakistan Studies
- Physics
- Political Science
- Statistics
- Urdu
- MBA (Professional) 2 Year
- MBA Executive
- MS Data Science
- Halal Food and Safety Management

PhD PROGRAMS

- Mangement Sciences
- Economics
- English (Linguistics)
- Urdu
- Mathematics
- Political Science

Apply Now

admission.mul.edu.pk | 03 111 222 685 | 042 35145621 Ext: 320, 321

Minhaj University Lahore, Madar-e-Millat Road, Near Hamdard Chowk, Township, Lahore.